عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۸ تا ۱۵ رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رمئی ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۱۹

شکیل بن حنیف کا فتنہ

قادیانیت کی نئی صورت

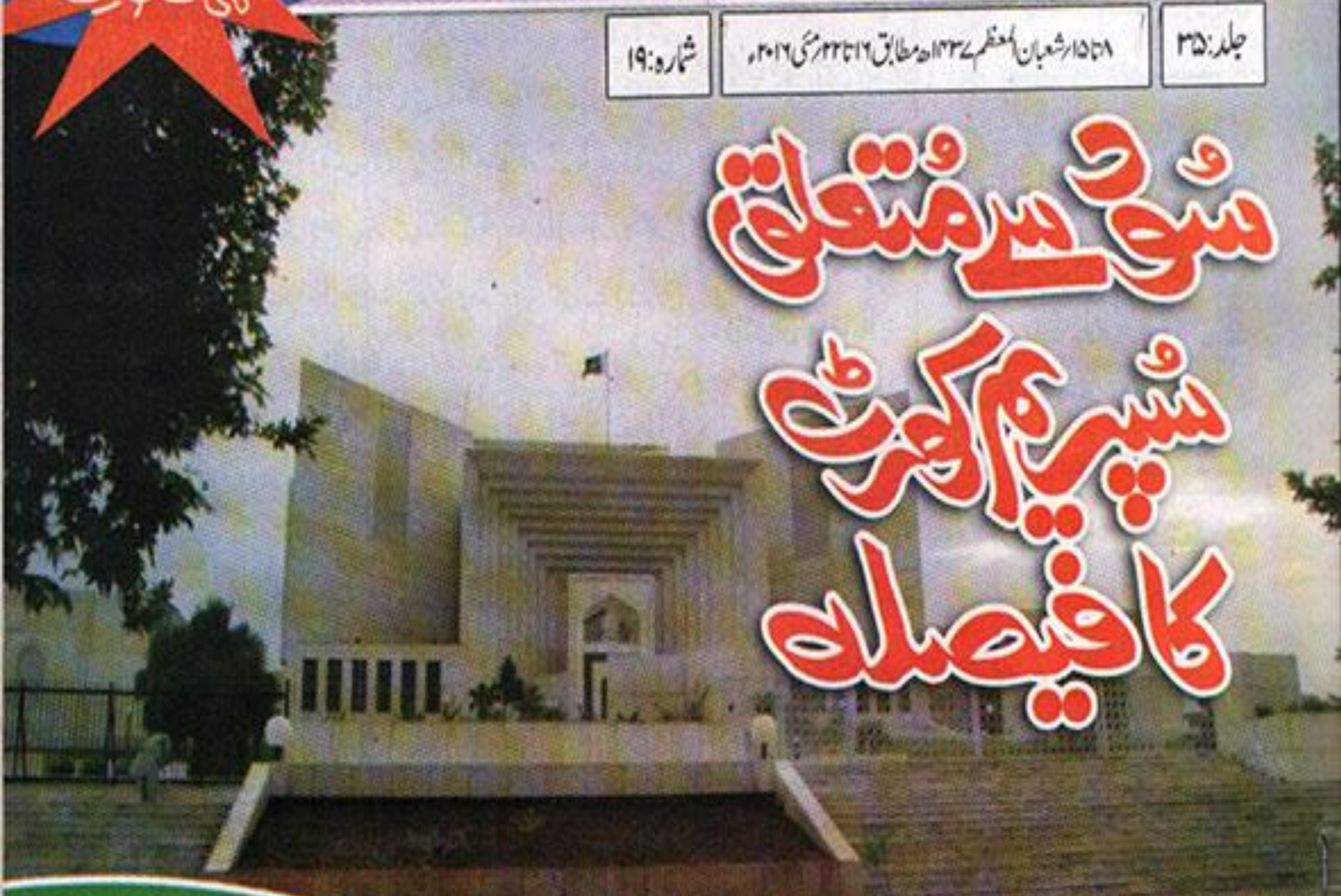

سود سے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ

موبائل فون کی نعمت کا صحیح استعمال کیجیے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

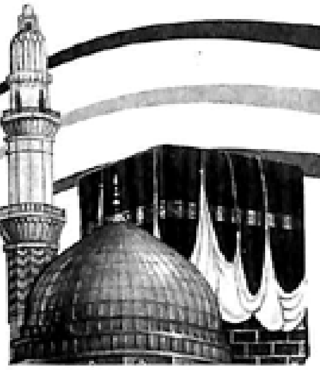

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

ترکہ تقسیم کس طرح کی جائے؟

س:......میرے والد محترم ۱۹۹۶ء میں انتقال کرگئے۔ ورثا میں ایک بیوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ رب العزت کی رضا سے بڑے بھائی ۸ر ستمبر ۲۰۰۳ء میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے، والدہ ماجدہ ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۳ء میں انتقال کرگئیں۔ اب ہم دو بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں۔ ہمارے والد کی ملکیت ایک مکان ناظم آباد میں ہے، جسے ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اس مکان کی فروخت سے حاصل شدہ رقم کی تقسیم شرعی طور پر کس ترتیب اور حساب کتاب سے ہوگی؟ نیز بڑے بھائی مرحوم کی بیوی اور تین بیٹے ان کے انتقال سے پہلے امریکا چلے گئے ان کے بارے میں ہمیں کوئی معلومات نہیں کہ وہ امریکا میں کہاں ہیں، بہت کوشش کے باوجود ان سے گزشتہ ۱۵ سال سے کوئی رابطہ یا تعلق نہیں ہوسکا ہے، ان کے حصے کی رقم کا کیا کرنا ہوگا؟ کیا ان کی رقم امانتاً استعمال کی جاسکتی ہے؟ یا کسی دینی وفلاحی ادارے کو دی جاسکتی ہے؟

سائل: محمد اعظم صدیقی، کراچی

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ میں سے سب سے پہلے اگر ان کے ذمہ قرض ہے تو وہ ادا کردیا جائے پھر اگر انہوں نے کوئی جائز وصیت کی ہو (جو کہ ورثا کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے ہو) تو وہ ایک تہائی مال کے اندر اندر پوری کی جائے، اس کے بعد جو مال باقی بچے اس کے ۶۴ حصے کریں گے، جس میں ۸ حصے بیوہ کے اور ۱۴، ۱۴ حصے تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک بیٹے کے اور ۷، ۷ حصے ہر ایک بیٹی کے ہوں گے۔ آپ کے بھائی (مرحوم) کا حصہ ان کے ورثا تک پہنچانا ضروری ہے، اس لئے جب تک مرحوم کی بیوی اور بچوں کا پتہ معلوم نہیں ہوجاتا، آپ ان کے حصے کو محفوظ رکھنے کے پابند ہیں، اپنی مرضی سے کسی دوسرے مصرف میں لانے اور خرچ کرنے کی آپ لوگوں کو شرعاً اجازت نہیں اگر بلا اجازت کسی نے اس میں تصرف کیا تو وہ اتنے حصہ کا ضامن ہوگا، باقی آپ کے بھائی کا انتقال چونکہ والدہ کی زندگی میں ہی ہوا تھا، اس لئے وہ ماں کی وراثت سے محروم ہوگا، اس لئے آپ کی والدہ مرحومہ کا آٹھواں حصہ اور ان کی ملکیت میں موجود تمام اشیاء کو چھ حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے ۲، ۲ حصے مرحومہ کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔

رہائش کے لئے خریدے گئے پلاٹ پر زکوٰۃ نہیں

س:...... ایک شخص نے دو پلاٹ خریدے اس نیت سے کہ ایک پلاٹ کو فروخت کرکے اس رقم سے دوسرے پلاٹ پر مکان تعمیر کرے گا اپنے رہنے کے لئے۔ کیا اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

ج:...... جو پلاٹ بیچنے کی نیت سے خریدا ہے اس پر تو زکوٰۃ لازم ہوگی، کیونکہ اس کی حیثیت مال تجارت کی سی ہے اور مال تجارت پر زکوٰۃ لازم ہوتی ہے اور اس پلاٹ پر زکوٰۃ اس کی موجودہ مالیت پر دینی ہوگی، خواہ وہ قیمت خرید سے زیادہ ہو یا کم ہو اور جو پلاٹ رہائش کے لئے خریدا ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۱۵تا۲۸ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶تا۲۲ مئی ۲۰۱۶ء — شمارہ:۱۹

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شب برأت کی بدعات	۴	اداریہ
سود سے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ	۶	مولانا زاہد الراشدی
موبائل فون کی نعمت کا صحیح استعمال کیجئے	۷	مفتی محمد الیاس میمن
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۰	مولانا جمیل الرحمن عباسی
شب برأت.... فضائل واحکام	۱۲	مولانا محمد رمضان لدھیانوی
اکابر تبلیغ اور ان سے متعلقہ کتابوں کا مختصر تذکرہ (۴)	۱۵	مولانا سید محمد زین العابدین
شکیل بن حنیف... قادیانیت کی نئی صورت	۱۸	الیاس نعمانی
شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۲۲	مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
فتنہ پرور تحریکیں اور دینی دعوت کا طریقہ کار (۳)	۲۴	. . . .

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(عزیزیہ بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(عزیزیہ بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

شبِ برأت کی بدعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

بدعت ایسی بُری بلا ہے کہ بدعتی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے لیکن اس کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، ندامت ہی نہیں ہوتی، اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق نصیب فرمائیں اور سنت کا نور اس کے قلب میں القا فرمادیں تو ہوسکتا ہے کہ اپنی بدعت سے تائب ہونے کی توفیق ہوجائے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ''شب برأت'' کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے آخر میں بعض ''بدعات'' کی نشان دہی بھی فرمائی تھی، افادۂ عام کے لئے اسے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

اب آخر میں چند بدعات کا تذکرہ کرتا ہوں جو اس رات میں ایجاد کی گئی ہیں، ان میں سب سے بدترین بدعت آتش بازی ہے جو مجوسیوں کی نقل ہے، ہمارے فقہاءؒ نے لکھا ہے کہ قبرستان میں آگ لے جانا بھی ممنوع ہے کیونکہ آگ قہر الٰہی کا نشان ہے، اس کو قبرستان میں نہیں لے جانا چاہئے، تو اس آگ کے ساتھ کھیلنا یہ اہل اسلام کا کام نہیں ہے، یہ مجوسیوں کا فعل ہے، میں نے بہت پڑھا بھی ہے، سوچا بھی ہے، لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہم مسلمانوں میں کہاں سے آگیا؟ بہرحال حدیث میں ہے: ''مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ.'' (جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔) یہ فعل مجوسیوں کا ہے، مسلمان لڑکے آتش بازی کرکے مجوسیوں کی مشابہت کرتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ شریف میں ہے کہ: ہندوؤں کی ہولی تھی تو ایک مسلمان جارہا تھا، پان کھاتے ہوئے، اس نے گدھے پر پیک پھینک دی کہ تجھے کسی نے نہیں رنگا، میں تجھے رنگ دیتا ہوں، تو وہ اسی میں پکڑلیا گیا کہ تو نے ہندوؤں کی مشابہت کی تھی، اس رات، دن رنگ سے کھیلنا، یہ ہندوؤں کی مذہبی رسم تھی، تو نے بطور مذاق کے ان کی مشابہت کی، یہ تشبیہ کا مسئلہ بڑا خطرناک ہے، کسی قوم کی مشابہت کرنا تو سب سے بدترین اور قبیح ترین بدعت ہے، اللہ کرے کہ مسلمانوں میں یہ آتش بازی کی رسم نہ رہے، ہرسال اس سے جانی، مالی نقصان بھی ہوتے ہیں لیکن نہ جانے مسلمانوں کو عقل کیوں نہیں آتی؟ دین بھی گیا دنیا بھی گئی، ایمان بھی گیا، جان بھی گئی۔

ایک بدعت اس دن کی حلوہ شریف ہے، یہ تو میرے جیسے کسی مُلّا نے ایجاد کی ہوگی، اور ایسا ایجاد کی کہ اس دن مسلمانوں کے گھر گھر حلوہ پکتا ہے، اور ایک دوسرے کو تحفہ دیتے ہیں، رات ایک خاتون فون پر مجھ سے ایک مسئلہ پوچھ رہی تھی کہ حلوہ اگر آجائے تو کیا کریں؟ کھانا حلال ہے کہ حرام؟ میں نے کہا میں حرام تو نہیں کہوں گا، حلال چیز کو حرام کیوں کہوں؟ باقی یہ دیکھ لو کہ یہ حرام مال سے پکا ہے کہ حلال سے؟ بینک کے سود سے پکایا جارہا ہے؟ پرائز بانڈ سے پکایا جارہا ہے؟ رشوت کے پیسے سے پکایا جارہا ہے؟ دھوکے اور فریب کی رقم سے حلوہ شریف بنایا جارہا ہے؟ اس کو تو تم بھی حلال نہیں کہوگے میں

بھی نہیں کہوں گا۔ میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ لوگ پرائی مرغی چرا لیتے ہیں اور اس کو ذبح کرکے کھا لیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس کو ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ وہ تو ذبح کرنے کے بعد بھی حرام کی حرام ہی رہی، ذبح کرنے سے حلال تھوڑی ہو جاتی ہے، وہ تو اللہ کا بنایا ہوا پاک مال ہے، مرغی، بکری اور دوسرے جو کھانے والے جانور ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے، اللہ نے پاک بنایا ہے لیکن تم نے زم زم میں پیشاب ڈال دیا، نعوذ باللہ، غصب کی چیز تھوڑی حلال ہو جاتی ہے؟ پرائی بکری چرا کے تم قربانی کردو تو کیا قربانی قبول ہو جائے گی؟ حلال ہی نہیں، جیسے مردار حرام ہے ویسے ہی چوری کی بکری ذبح کی ہوئی حرام ہے، تو خیر یہ بات تو درمیان میں آ گئی، بات یہ ہو رہی تھی کہ اس رات لوگ حلوہ پکاتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، بھائی میں نے تمہارے سامنے ساری حدیثیں پڑھ دی ہیں، جو کوئی لائق توجہ ہیں وہ پڑھ دی ہیں، ان میں کہیں حلوے کا ذکر آیا ہے؟ یہ محض فضول حرکت ہے، اور اس کو اگر تم تہوار سمجھ کر کرتے ہو تو بھی یہ بدعت ہے، یہ مسلمانوں کا قومی دن نہیں ہے، تم ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے، میں بھی سکھوں سے مسلمان ہوا ہوں، میرا خاندان سکھوں کا تھا، یہ صدیقی صاحب ہیں، میں ان کی بات نہیں کر رہا، یہ تو پرانے مسلمان ہیں، کوئی رانگڑ ہو، کوئی راجپوت ہو، کوئی کچھ ہو، آرائیں ہو، جٹ ہو، کسی اور برادری کا ہو، تو یہ سب پہلے ہندو، سکھ تھے، پہلے تمہارے یہاں یہ رواج ہندوؤں میں سکھوں میں ہوتا ہوگا، وہاں سے لائے ہوگے، مگر یہ ہمارے اسلام میں نہیں ہے۔

اور ایک بدعت یہ ہے کہ ان راتوں میں چراغاں کیا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس کا منشا وہی ہے کہ اس دن کو قومی تہوار بنا لیا۔ ایک خاتون مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ اس دن نئے کپڑے پہننا کیسا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ اس دن لوگ نئے کپڑے بھی پہنتے ہیں، میں تو کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم کو ہر دن نیا کپڑا عطا کر دیا کرے، ہر روز، روز عید اور ہر شب، شب برأت، لیکن خاص طور سے پندرہویں کو نئے کپڑے پہننا یہ خالص بدعت ہے، اور ایک بدعت قبرستان میں چراغاں کرنے کی ہے، اللہ اکبر! شہر خموشاں کو آباد کیا جا رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا...... تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ.“ (مشکوٰۃ، ص:۱۵۴)

ترجمہ:...... ”میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا کرتا تھا، لیکن اب وہ حکم واپس لیتا ہوں، سنو! اب ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔“

وہاں چراغاں کرنا، لہو و لعب کرنا، بے ہودہ بات ہے اور خصوصیت کے ساتھ بدعت ہے، مردوں اور عورتوں کا بھڑ کیلے اور بہترین کپڑے پہن کر وہاں جانا، میں کبھی نہیں گیا، لیکن میں نے سنا ہے کہ لوگ جاتے ہیں اور مستورات بھی جاتی ہیں، اب ان کو مستورات تو نہیں کہنا چاہئے، مستور چھپی ہوئی چیز کو کہتے ہیں، وہ تو کہتی ہیں کہ ہمیں گالی دیتے ہیں مستورات کہہ کر، ہم کسی کے ابا سے کم ہیں؟...... واقعی ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا ان کو مستورات کہنے کا، یہ خود ہی مکشوفات ہو گئی ہیں، کھل گئی ہیں، بہر کیف مردوں اور عورتوں کا قبرستان میں جمع ہونا اور ایک جشن کے انداز میں، عریاں لباس پہن کر اور بھڑ کیلا لباس پہن کر بے پردہ ہو جانا لعنت در لعنت، خدا ان کو ہدایت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا تھا کہ لوگوں کو عبرت ہو، عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماءؒ کا اختلاف واقع ہوا ہے، کیونکہ اجازت تو دے دی قبرستان میں جانے کی لیکن مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے:

”اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.“ (مشکوٰۃ، ص:۱۵۴)

ترجمہ:...... ”اللہ کی لعنت ہو قبروں پر زیارت کے لئے جانے والی عورتوں پر۔“

و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد و آله و اصحابه اجمعین

سود سے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ

مولانا زاہد الراشدی

سپریم کورٹ آف پاکستان کے تین رکنی بینچ نے جسٹس ثاقب نثار کے ریمارکس کے ساتھ اس آئینی پٹیشن کو ناقابل سماعت قرار دے کر خارج کردیا ہے جو تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر حافظ عاکف سعید کی طرف سے ان کے وکیل راجا ارشاد احمد نے دائر کی تھی۔ پٹیشن میں کہا گیا تھا کہ آئینی طور پر حکومت پابند ہے کہ وہ ملک میں سودی نظام کا جلد از جلد خاتمہ کرے، لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ چونکہ عدالت عظمیٰ دستور کی محافظ اور اس پر عملدرآمد کی نگران ہے، اس لئے حکومت کو سودی نظام کے جلد از جلد خاتمہ کا پابند بنایا جائے۔ اس پٹیشن کے جواب میں جسٹس ثاقب نثار محترم کا ارشاد ہے کہ: ہم سودی نظام کے خلاف ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نظام کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا، لیکن چونکہ عدالت عظمیٰ اس بارے میں کیس وفاقی شرعی عدالت کو بھجوا چکی ہے، اس لئے اس کے فیصلے کا انتظار کیا جائے۔ عدالتی پروسیس کے حوالے سے یہ فیصلہ یقیناً درست ہوگا، جس سے انکار کی گنجائش شاید نہیں ہے۔ لیکن ملک کی معروضی صورت حال اور سودی نظام کی وسیع تر تباہ کاریوں کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے کہ قوم کو اس فیصلے کی توقع نہیں تھی تو یہ بات بے جا نہ ہوگی۔ سودی نظام قرآن وسنت سے متصادم دستوری تقاضوں سے انحراف اور بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی واضح ہدایات کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کے لئے ناسور کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے اور اب تو اس کی تباہ کاریوں کو عالمی سطح پر تسلیم کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ جن مغربی اقوام و ممالک کی پیروی میں ہم نے سودی معیشت کو اختیار کر رکھا ہے، وہ خود اس سے نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

بین الاقوامی ادارے بلاسود بینکاری کی طرف بتدریج بڑھ رہے ہیں۔ لندن اور پیرس جیسے معاشی مراکز غیر سودی بینکاری کا مرکز بننے کے لئے بے چین ہیں اور روسی پارلیمنٹ میں اسلامی معیشت کو اپنانے کے لئے قرارداد پیش ہو چکی ہے۔ اس فضا میں ہمارا حال یہ ہے کہ ملک میں رائج سودی قوانین کو اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں واضح طور پر دستور کے منافی قرار دیئے جانے کے باوجود ان سے پیچھا چھڑانے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی، جبکہ سودی معیشت کے پیدا کردہ معاشی تفاوت اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ نے ملک کے عام آدمی کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے، مگر گزشتہ دو عشروں سے ہماری عدالتوں میں سودی قوانین کے حوالے سے آنکھ مچولی کا سلسلہ جاری ہے اور ہم سود کو لعنت قرار دیتے ہوئے بھی اس کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کے لئے عملاً تیار نہیں ہیں۔

کرپشن اور سودی نظام ہماری معاشی بیماریوں اور مشکلات کی اصل جڑ ہیں، لیکن قومی سیاست کے ماحول میں کرپشن سے نجات حاصل کرنے کے لئے جو آوازیں اٹھ رہی ہیں، ان کے ساتھ سودی نظام کی خباثتوں کو شامل کرنے سے خدا جانے کیوں گریز کیا جا رہا ہے، حالانکہ دیانتدارانہ تجزیہ کیا جائے تو سودی نظام کی تباہ کاریاں کرپشن کی ہلاکت خیزیوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں، لیکن سب کچھ جانتے ہوئے ہمارے بہت سے سیاستدان سودی نظام کے بارے میں کلمۂ حق کہنے میں حجاب محسوس کرتے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں سودی نظام سے متعلقہ تمام امور اور مباحث بار بار زیر بحث آچکے ہیں اور ان کے بارے میں ماہرین کی آراء کے علاوہ ملک کی رائے عامہ کے حوالے سے یہ رپورٹ بھی سب کے سامنے ہے کہ اٹھانوے فیصد عوام سودی نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اس لئے انہی مباحث کو پھر سے موضوع بحث بنانے اور بنائے رکھنے کی کوئی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں آرہی کہ کسی طرح مزید وقت گزر جائے اور سودی نظام کی خونخوار جونکوں کو قومی معیشت کا خون زیادہ سے زیادہ چوس لینے کا موقع فراہم ہو جائے۔

ہم عدالت عظمیٰ کے فیصلے کو عدالتی پروسیس کے حوالے سے درست سمجھ لیتے ہیں، لیکن ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری خیال کرتے ہیں کہ دہشت گردی کی لعنت کو عام دستور اور قانونی ذرائع سے کنٹرول کرنے میں کامیابی نہ پا کر اس کے لئے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

موبائل فون کی نعمت کا صحیح استعمال کیجئے!

مفتی محمد الیاس بن مولانا محمد زکریا میمن

موبائل فون غنیمت یا مصیبت:

چھری مفید بھی ہے اگر اس سے پھل کاٹ کر کھلایا جائے، سبزی کاٹی جائے، گوشت کاٹا جائے، آپریشن کیا جائے.... اور نقصان دہ بھی ہے اگر اس سے کسی کو زخم پہنچایا جائے، قتل وغیرہ کیا جائے۔ اس لئے انسان کا انسان بننا، باطن کی اصلاح ہر ضرورت سے مقدم ہے تاکہ انسان چھری ہو یا موبائل یا مال و دولت یا کوئی بھی نعمت، اس کو صحیح استعمال کرے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام مادی ترقی کا مخالف نہیں بلکہ وہ ہر اس نئی چیز کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو انسان کی مادی اور روحانی ترقی کے لئے معاون ثابت ہو۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ضروریات اور تقاضے بھی بدلتے جارہے ہیں، انسان کے بدلتے ہوئے روابط اور وقت کی کمی اس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ کوئی ایسی چیز بھی موجود ہونی چاہئے کہ انسان کم سے کم وقت میں بھی اپنے روابط قائم رکھ سکے اور جلد از جلد دنیا بھر کی خبریں اس تک پہنچ سکیں۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے، چنانچہ انسان نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارنا شروع کئے اور موبائل فون کی صورت میں ایک ایسی ایجاد اس کے ہاتھ لگ گئی کہ جس نے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا، ہر شخص اس دوڑ میں لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھ سے رابطہ کرے اور میں نہ ملوں یا میں کسی سے رابطہ کرنا چاہوں اور میرا مطلوبہ شخص نہ ملے۔ اس دوڑ میں صرف خواص ہی نہیں بلکہ عوام مرد، عورت، بوڑھے اور بچے بھی شامل ہیں لیکن جہاں اس کا یہ فائدہ ہے کہ آپ وقت ضائع کئے بغیر کسی بھی مطلوبہ فرد تک اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں اور کسی کا پیغام موصول کرسکتے ہیں، وہیں سائنس کی اس ایجاد نے بعض ایسے مسائل کو جنم دیا ہے جو معاشرے کے لئے مفید ثابت ہونے کے بجائے نقصان اور گناہ کا باعث بن رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے آخرت میں تو سزا ہے ہی اس دنیا میں بھی اس کی سزا اور گرفت ہورہی ہے۔ ہر شخص پریشان اور مختلف حوادث کا شکار ہے، گناہ کے عام ہونے کی وجہ سے سزا بھی عام ہے۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گناہ میری امت میں عام ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی سزا بھی عام ہوجائے گی۔“ (مجمع، ج:۴، ص:۲۶۸)

اور جس شخص کو یہ احساس ہوگا کہ موبائل فون اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے تو اس کے استعمال میں موجود بے شمار غلطیوں کا خود ہی ازالہ ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینے کا احساس اس شخص کو غلط استعمال کرنے سے روک دے گا، لیکن اگر کوئی شخص اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنے کے بجائے محض انسانی ایجاد سمجھے تو ایسے شخص سے یہ امید نہیں کہ وہ کسی احتیاط اور اخلاقی پابندی یا قانونی حدود کا خیال رکھے گا اور یہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے، جو مسلمان اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ سمجھتا ہے اور اس عطیہ کو نعمت کے طور پر صحیح استعمال کرتا ہے اور گناہوں اور غلطیوں سے اپنے کو محفوظ کرتا ہے وہ کامیاب ہے، اس لئے موبائل سے صادر ہونے والے گناہوں کی فہرست کو قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں مع ان کی وعیدوں کے ذکر کیا جاتا ہے۔

موبائل کی گھنٹی سے نمازیوں کی نماز خراب کرنا:

مسجد کی نسبت تعظیماً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خاص ہیں، مساجد میں دنیاوی باتیں، شور وشغل کی قطعاً اجازت نہیں۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں:

”ان لا یرفع فیه الصوت من غیر ذکر الله۔“ (عالمگیری، ج:۵، ص:۳۲۱)

مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ دوسری کوئی آواز بلند نہیں کرنی چاہئے، جب عام آواز مسجد میں اونچی نہیں کرنی چاہئے تو میوزک اور انڈین اور انگریزی گانوں کی ٹونز کس طرح مسجد میں بجانا جائز ہوسکتا ہے۔ حدیث میں ہے:

”آخری زمانے میں اس امت کے (کچھ لوگوں) کی شکلوں کو مسخ کرکے بندر اور خنزیر بنادیا جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ بلکہ وہ روزہ بھی رکھتے ہوں گے، نماز بھی پڑھتے ہوں گے، حج بھی کرتے ہوں گے، پوچھا گیا: ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی کیا وجہ ہوگی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ گانا بجانے کے آلات اپنالیں گے۔" (نیل الاوطار)

خدا کی پناہ کیسی بدقسمتی ہے تھوڑی دیر کی لذت اور یہ بدترین ہولناک انجام۔

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس امت میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور ساز باجوں کا دور ہوگا، سر عام شراب نوشی ہوگی۔" (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ موبائل پر سادی ٹون رکھی جائے، جس سے صرف فون کی اطلاع ہوجائے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت اہتمام سے موبائل کو بند کرلیا جائے یا وائبریشن (Vibration) پر رکھ لیا جائے۔ بالخصوص ضروری ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے موبائل کی گھنٹی بند کردی جائے اور اس کا خاص اہتمام رکھنے کی عادت ڈالی جائے۔ لیکن اگر اتفاق سے گھنٹی بند کرنا بھول گیا اور دوران نماز گھنٹی بجنے لگی تو عمل قلیل کے ذریعے (ایک ہاتھ جیب میں رکھ کے) موبائل بند کردینا چاہیے۔ اس سے نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی، موبائل بند کرنے کے لئے نماز کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر موبائل (Lock) ہو اور ہاتھ کا استعمال زیادہ کیا تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، بہر حال اگر موبائل بند نہیں کیا اور گھنٹی بجتی رہی تو نماز درست ہوجائے گی، لیکن گھنٹی بجتے رہنے دینا دوسرے نمازیوں کے لئے سخت ناگواری اور خود اپنے نماز کے خشوع وخضوع میں خلل آنے کا باعث ہے۔

موبائل فون پر گیم کھیلنا:

موبائل فون کے فائدوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن موبائل فون نے وقت گزرنے کے ساتھ اتنی ترقی کی ہے کہ اب وہ ضرورت کے بجائے لہو ولعب اور فحاشی کا ذریعہ بن گیا ہے، ان فضولیات میں گیم کھیلنا بھی داخل ہے، حالانکہ شریعت میں ہر طرح کے کھیلوں کی آزادی کے ساتھ اجازت نہیں مشکوٰۃ شریف میں حضرت عقبی بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کھیل باطل ہے مگر تین کھیل کہ ان کی اجازت ہے: (۱) تیر اندازی، (۲) گھوڑ دوڑ، (۳) بیوی کے ساتھ کھیل کود۔ اور اب تو موبائل فون کے ذریعے طرح طرح کے گیم کھیلنا بچوں اور نوجوانوں میں غیر مسلموں کی سازشوں اور کوششوں سے اتنا عام ہوگیا ہے کہ کئی کئی گھنٹوں اور پوری پوری رات اس میں ضائع کردی جاتی ہے، حالانکہ شریعت صرف اس کھیل کی اجازت دیتی ہے جس میں جسمانی ورزش ہو، بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل نہ کرے اور موبائل فون کے ذریعے گیم کھیلنے میں نہ دینی فائدہ ہے نہ دنیوی، بلکہ صرف بے قیمتی وقت کو ضائع کرنا اور لایعنی کام ہے، اس سے احتراز لازم ہے، اپنے دوستوں اور اولادوں کو اس گناہ سے بچا کر ان پر رحم کیجئے۔ وقت کی نعمت ہاتھ سے ضائع ہونے کے بعد کسی قیمت پر نہیں مل سکتی، چند روزہ زندگی انتہائی قیمتی لمحات کو اس طرح ضائع کرنا مسلمان کی شان نہیں ہے، بے شمار احادیث میں پیغمبر علیہ السلام نے وقت کی قدر دانی کا حکم فرمایا۔

۱:...نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول کام چھوڑ دے۔ (امداد الفتاویٰ ج:۴، ص:۲۵۵)

۲:...ایک اور حدیث میں ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ ضائع کرکے اپنا دیوالیہ نکال دیتے ہیں، ایک صحت، دوسری فراغت۔ (ترمذی شریف)

اور ویسے بھی گیم خواہ موبائل پر ہو یا ویڈیو گیمز پر ہو یا اور کسی ذریعہ سے ہو جو عموماً تفریح اور لطف اندوزی کے لئے کھیلا جاتا ہے ہرگز جائز نہیں۔

"وكره تحريماً اللعب بالنرد و كذا الشطرنج ...وهذا اذا لم يقامر ولم يداوم ولم يخل بالواجب والافحرام بالاجماع وكره كل لهو لقوله صلى الله عليه وسلم: كل لهو المسلم حرام الاالثلاثة ملاعبته اهله الخ." (قوله: وكره كل لهو) اى كل لعب وعبث ... واستماع كرقص والسخرية التصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب الخ." (التنوير مع الدر و ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ج:۶، ص:۳۹۴)

اور پھر بچپن میں ان چیزوں کی رغبت بچوں کی پڑھائی اور کتاب سے بے رغبتی کا ذریعہ بنتی ہے اور بچپن میں ان بے ہودہ اشیاء میں بچوں کو مبتلا کرنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ حضرت علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں: "ہر وہ کام جس کی غرض صحیح نہ ہو اور لایعنی چیزیں حرام ہیں۔" (ردالمختار ج ۹، ص: ۵۰۱)

لہٰذا اپنی اولاد اور دوستوں کو اس گناہ سے بچانے کی کوشش کیجئے۔

موبائل فون کے ذریعہ تصویر کھینچنا:

کیمرہ اور موبائل فون کی تباہ کاریوں میں سے ایک تصویر کھینچنا بھی ہے، حالانکہ موبائل فون کے ذریعہ تصویر کھینچنا، اس کو محفوظ کرنا پھر خود دیکھتے رہنا یا ایک دوسرے کو دکھانا شرعاً جائز نہیں ہے، اس میں تصویر کھینچنے کا گناہ بھی ہے اور دیکھنے دکھانے کا گناہ بھی، پھر غیر محرم خواتین کی تصویر کھینچ کر اس کو دیکھنا ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ امداد الاحکام میں ہے:

"تصویر کا حرام ہونا کئی احادیث سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ قیامت کے دن سب سے خطرناک عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔" (بخاری، ج:۲، ص:۸۸۰)

بالخصوص میت کی تصویر کشی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دور کرنے کا ذریعہ ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے، لہٰذا اس وعید کو سامنے رکھتے ہوئے خود بھی اس گناہ سے بچئے اور اگر کوئی آپ کے سامنے اس عظیم گناہ کا ارتکاب کرے تو ہو سکے تو ہاتھ سے روک دیں، ورنہ پیار سے سمجھادیں۔ البتہ غیر جاندار چیزیں جیسے درخت، سمندر، تعمیرات وغیرہ کی تصویر کھینچنا اور ان کو دیکھنا جائز ہے۔ (مسلم، ج:۲، ص:۲۰۲)

کیمرے والا موبائل فون خریدنا اگرچہ جائز ہے، اس سے چونکہ ایسے مناظر کی تصویر کشی بھی کی جاسکتی ہے جہاں کوئی جاندار نہ ہو بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا، یعنی موبائل فون سے جاندار کی تصویر کھینچنا ہی منع ہوگا۔ "الامور بمقاصدھا" (الاشباہ والنظائر)

موبائل فون پر فلم دیکھنا:

فلم دیکھنا بہرحال ناجائز اور حرام ہے خواہ موبائل پر دیکھے یا کسی اور جگہ۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج:۱، ص:۱۲۶)

قرآن کریم میں ان چیزوں کے قریب بھی جانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ (الانعام:۱۵۱)

اور امت مسلمہ کا نوجوان طبقہ رات دیر تک ٹی وی اور موبائل کے ذریعہ فلموں کو دیکھنے میں مصروف رہتا ہے، حالانکہ عشاء کے بعد دیر تک جاگنے اور فضول باتیں کرنے سے حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے اور فلم دیکھنا کتنا گناہ ہوگا؟ اہل اسلام کو حکم ہے کہ عشاء کے بعد سو جائیں تاکہ تہجد کی توفیق ہو سکے اور آخر شب میں کچھ بارگاہ الٰہی میں حاضری کا مبارک موقع ملے، اگر تہجد نہ پڑھ سکے تو نماز فجر سہولت کے ساتھ پڑھ سکے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کے بعد سونے کو اور عشاء کے بعد گفتگو کو منع فرمایا ہے۔ (عمدۃ القاری، ج:۲، ص:۱۷۶)

امت کا حال یہ ہے کہ وہ رات دیر تک فضول باتوں اور گناہوں میں مبتلا رہتی ہے اور صبح دیر سے اٹھتی ہے، جس کی وجہ سے گناہ کے علاوہ روزی کی بے برکتی کا شکار ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے صبح تک سونا رزق سے محرومی کا باعث ہے۔ (الترغیب، ج:۲، ص:۵۳۰)

موبائل کی جوابی گھنٹی میں گانا لگانا (فٹ کرنا):

موبائل میں ایسا پروگرام لگانا کہ رابطہ کرنے والے کو گھنٹی کے بجائے گانا سنائی دے، قطعاً جائز نہیں۔ یہ نہ صرف گناہ بلکہ گناہ کی تبلیغ ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے گانے بجانے کے آلات کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، ج:۵، ص:۲۵۷)

اور پھر اس طرح کی سہولت دینے پر کمپنی کی طرف سے ماہانہ کٹوتی ہوتی ہے جو کہ اسراف بھی ہے اور حرام چیزوں پر آمدنی کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ (ہدایہ، ج:۳، ص:۳۰۳)

البتہ اگر کسی شخص کو کسی ایسے شخص سے رابطے کی ضرورت پڑے جس نے موبائل میں گانا لگا رکھا ہو اور اس بنا پر رابطہ کرنے والا بغیر ارادے مجبوراً گانے کی آواز سن لے تو گناہ گار نہ ہوگا، لیکن اس کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کو تنبیہ ضرور کرے اور ایسی گھنٹی ختم کروائے۔

گھنٹی کی جگہ میوزک یا گانا لگانا:

موبائل کی گھنٹیوں (رنگ ٹونز) (Ring Tones) میں گانے اور میوزک لگانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے۔ حدیث میں اس کو دنیا و آخرت میں ملعون آواز کہا گیا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۹، ص:۳۱۵)

فتاویٰ شامی میں گانے اور میوزک کی آواز سننے کو حرام کہا گیا ہے۔ (شامی، ج:۹، ص:۵۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں اس امت کے کچھ لوگ (کی شکلوں) کو مسخ کرکے بندر اور خنزیر بنادیا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں، بلکہ وہ روزہ بھی رکھتے ہوں گے نماز بھی پڑھتے ہوں گے اور حج بھی ادا کرتے ہوں گے، کہا گیا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اپنالیں گے۔ (نیل الاوطار)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: "آواز اور گانا بجانا نفاق کو دل میں اس طرح اگاتا ہے، جس طرح پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔" اسی طرح سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے گانے بجانے کو شیطانی آواز قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "(اے شیطان) اور پھسلا لے ان میں سے جس کو تو اپنی آواز سے پھسلا سکے۔" (سورۂ بنی اسرائیل:۶۴)

اس آیت میں شیطانی آواز سے مراد گانا بجانا ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے: "(اے ابلیس!) تو انہیں کھیل تماشوں اور گانے بجانے کے ساتھ مغلوب کر" اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں ہر وہ آواز مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی دعوت ہے۔ یہی قول حضرت قتادہؒ کا ہے اور اسی کو علامہ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج:۳، ص:۵۰)

(جاری ہے)

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

آیتِ غار کی روشنی میں

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہجرت کے موقع پر ۲۷ صفر المظفر ۱ ہجری بروز جمعرات مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے، تین روز تک غار ثور میں رہے، یکم ربیع الاول بروز سوموار غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور ۸ ربیع الاول بروز سوموار قبا (مدینہ منورہ) پہنچے۔ آیت غار میں چونکہ متنوع پہلو اور متعدد انداز میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت اور عجیب شان سے ان کی رفاقت پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس لئے پہلے آیت غار مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے بعد میں اس کے لطائف و نکات اختصاراً پیش کئے جائیں گے۔

"إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ"

(التوبہ:۴۰)

ترجمہ: "یعنی اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے، کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا، جب وہ دونوں تھے غار میں، جب کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں... الخ۔"

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت میں متعدد پہلو سے حضرت سیدنا صدیقؓ کی فضیلت پر روشنی پڑتی ہے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت کفار کی ایذا سے بچنے کے لئے تھا اور اس اندیشہ سے ہجرت تھی کہ کہیں کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا اقدام نہ کریں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکرؓ کے ایمان و اخلاص میں معمولی سا شک بھی ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ نہ لے جاتے، کیونکہ اس صورت میں خطرہ تھا کہ کہیں حضرت ابوبکر دشمنوں کو اطلاع نہ کردیں یا خود نہ قتل کردیں، جب حضرت ابوبکرؓ کو اور صرف حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے گئے تو یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا ظاہر و باطن ایک تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و جان سے وفادار اور جاں نثار تھے۔

☆...... ہجرت اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مخلص صحابہ کرام کی بڑی تعداد موجود تھی، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار بھی تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا اس پُر خطر سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و معیت کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مخصوص کرنا حضرت ابوبکرؓ کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔

☆...... اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام "ثانی اثنین" رکھا ہے (مفسرین کی ایک تعداد نے تصریح فرمائی ہے کہ ثانی اثنین سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں) اور علماء نے ثابت کیا ہے کہ اکثر دینی مناصب میں حضرت ابوبکرؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو اسلام کی دعوت دی، حضرت ابوبکرؓ اسلام قبول فرمانے کے بعد خود میدانِ دعوت میں اترے اور حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور وہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ اس طرح دعوت الی اللہ میں حضرت ابوبکر ثانی اثنین ٹھہرے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوہ میں جہاں بھی تھے حضرت ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہی رہے اور ایک لمحہ کو بھی جدا نہ ہوئے۔ اس طرح مجلس میں بھی وہ ثانی اثنین ٹھہرے، اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو لوگوں کو نماز پڑھانے میں حضرت ابوبکرؓ ہی ثانی اثنین ٹھہرے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہی حضرت ابوبکرؓ مدفون ہوئے تو یہاں بھی ثانی اثنین ٹھہرے۔

☆...... جب غار میں حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غمگین ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما ظنک باثنین اللہ ثالثهما" (ان دو آدمیوں کے بارے میں آپ کا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے؟) یہ حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

☆...... اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا وصف بیان فرمایا کہ وہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب" یہ بھی کمال فضل ہے حسین بن فضیل البجلی فرماتے ہیں: "من انکر ان یکون ابوبکر

صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کافرا" جو ابوبکرؓ کو صحابی نہ مانے وہ کافر ہے، اس لئے کہ امت اس بات پر متفق ہے کہ "اذ یقول لصاحبہ" سے حضرت ابوبکرؓ مراد ہیں۔

☆...... آیت میں ہے "لاتحزن ان اللہ معنا" (آپ غم نہ کریں، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) اور یہاں معیت (ساتھ ہونے) سے مراد حفاظت اور نصرت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معیتِ خداوندی میں اپنے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کو بھی شامل فرمایا، یہ بہت بڑی فضیلت ہے، نیز حضرت ابوبکرؓ کو جس طرح ثانی اثنین فی الغار ہونے کا شرف حاصل ہے، اسی طرح ثانی اثنین فی المعیت کی فضیلت بھی حاصل ہے۔

☆...... "لاتحزن" (غمگین نہ ہو) مطلق نہی ہے، جس سے تکرار اور لزوم ثابت ہوتا ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اب کبھی غمگین نہیں ہوں گے، نہ قبل الموت نہ عند الموت اور نہ بعد الموت۔

☆...... آیت میں "لاتحزن" فرمایا: "لا تخف" نہیں فرمایا، معلوم ہوا حضرت ابوبکرؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر تھی، اپنی جان کی کوئی پروا نہیں تھی۔

☆...... حضرت ابوبکرؓ نے غار میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں سے صفائی کی تاکہ کوئی نقصان دہ چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچائے اور اپنے کپڑے سے تمام سوراخ بند کردیے اور ایک سوراخ میں اپنی ایڑی دے دی، یہ محبت کی انتہا ہے۔

☆...... "فانزل اللہ سکینتہ علیہ" (اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین حضرت ابوبکرؓ پر نازل فرمائی) حضرت امام رازیؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ پر ہی تسکین کا نزول فرمایا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی پرسکون تھے، یہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

☆...... حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے یہ بھی اعزاز ہے کہ ان کے خاندان کو بھی ہجرت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا بھرپور موقع میسر آیا، کھانا حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ لایا کرتے تھے، سفر ہجرت کے لئے دونوں سواریاں حضرت ابوبکرؓ کی خریدی ہوئی تھیں اور بعض خدمات سے آپؓ کا غلام بھی بہرہ ور ہوا۔

☆...... جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حضرت ابوبکرؓ تھے، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا مزید یہ کہ بالفرض اگر اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جاتا تو ابوبکرؓ ہی آپ کے قائم مقام ہوتے اور دوران سفر جو وحی نازل ہوئی وہ صرف آپ کے ہی واسطہ سے امت تک پہنچی، یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ تمام نکات (تفسیر کبیر، ج:۱۶، ص:۵۲ تا ۵۴) سے میں نے نقل کئے ہیں۔

مضمون کی مناسبت سے ایک ایمان افروز واقعہ بھی پیش خدمت ہے:

حضرت امام رازیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک انگوٹھی دی اور فرمایا کہ "اس پر "لا الہ الا اللہ" نقش کروالو، حضرت ابوبکرؓ نے نقاش سے فرمایا، اس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کندہ کردو، چنانچہ اس نے انگوٹھی پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا ہی نقش بنادیا، مگر جس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انگوٹھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو اس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق" لکھا ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابابکر ما ھذا الزوائد؟" (یہ اضافہ کس طرح ہوا؟) حضرت ابوبکرؓ نے جواب فرمایا: "یا رسول اللہ! ما رضیت ان افرق اسمک عن اسم اللہ" (یارسول اللہ! مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ آپ کا نام اللہ کے نام سے علیحدہ کروں) البتہ ابوبکر الصدیق میں نے نہیں لکھوایا اور حضرت ابوبکرؓ شرمندہ ہوگئے، اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: یارسول اللہ! ابوبکر الصدیق میں نے لکھا ہے، "لانہ ما رضی ان یفرق اسمک عن اسم اللہ فما رضی اللہ ان یفرق اسمہ عن اسمک" (جب ابوبکر اس بات پر راضی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اللہ کے نام سے جدا کیا جائے تو اللہ بھی اس پر راضی نہیں کہ ابوبکرؓ کا نام آپ کے نام سے جدا کیا جائے)۔ (تفسیر کبیر، ج:۱، ص:۱۴۱)

آخر میں اپنے ہی چند اشعار:

لقب صدیق بن جائے صداقت، ہو تو ایسی ہو
مزار و غار کے ساتھی رفاقت ہو تو ایسی ہو
شب ہجرت ترے در پر مرے آقا نے دستک دی
کسی کے صدق ایماں پر شہادت ہو تو ایسی ہو
اٹھایا اپنے کاندھوں پر، ہے سردار دو عالم کو
خدا کی اس امانت کی حفاظت ہو تو ایسی ہو
بتا منظر اے غار ثور! دیوانے کی نظروں کا
کہ تھے محبوب جھولی میں، زیارت ہو تو ایسی ہو
فلک نے انبیاء کے بعد کب تجھ سا بشر دیکھا
زمانے نے سدا تجھ کو نبیؐ کا ہم سفر دیکھا

☆☆..........☆☆

شبِ برأت... فضائل واحکام

مولانا محمد رمضان لدھیانوی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرہویں رات کو میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایسی رات ہے، جس میں آسمان اور رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، لہٰذا اٹھئے اور نماز پڑھئے اور اپنے سر اور دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایئے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ رات کیسی ہے؟ کہا: یہ ایسی رات ہے کہ جس میں رحمت کے تین سو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں، مگر جو شخص جادوگر ہو یا کاہن، کینہ رکھنے والا ہو یا ہمیشہ شراب پینے والا، زنا پر اصرار کرنے والا ہو یا سود کھانے والا، والدین کا نافرمان ہو یا چغل خور، رشتہ داری توڑنے والا، ان لوگوں کے لئے معافی نہیں ہوتی جب تک ان تمام چیزوں سے توبہ نہ کرلیں اور ان بُرے کاموں کو چھوڑ نہ دیں۔

(درۃ الناصحین اردو/۲۰۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔

(ابن حبان ۱۲/۴۸۱، رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات ۱۱۹)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے: کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے؟ کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا دامن گوہر مراد سے بھردوں، اس وقت خدا سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے، سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، ۳/۳۸۳، رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات ص:۱۲۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں یعنی شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (مجھے تو معلوم نہیں، آپ ہی بتادیجئے کہ) کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے، اس رات میں لکھ دیا جاتا ہے اور بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے، اس رات میں لکھا جاتا ہے، اس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں بندوں کے رزق اترتے ہیں۔ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۱۵)

مولانا محمد رفعت قاسمی (مدرس دارالعلوم دیوبند) رقم طراز ہیں: ''دنیا بھر کی حکومتوں میں یہ دستور ہے کہ وہ اپنے وسائل اور پالیسی کے مطابق آمدنی واخراجات کا بجٹ ایک سال پہلے ہی تیار کرلیتی ہیں، ان کے پارلیمانی اور وزرأ کے اجلاسوں کی میٹنگ میں اس بجٹ پر مہینوں بحث ہوتی ہے، یہ بجٹ اپنی حکومت کے اغراض ومقاصد کا آئینہ دار بھی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ آنے والے سال میں ترقی کی کن منازل کو طے کرتا ہے۔

بعینہٖ شعبان کی چودہویں اور پندرہویں تاریخوں کے درمیان ہر سال خالق کائنات اپنی وسیع تر مملکت دنیا کے بجٹ کا اعلان کرتا ہے اور یہ بجٹ زندگی کے ہر زاویے پر محیط ہوتا ہے، اس رات میں یہ بھی فیصلہ ہوتا ہے کہ آنے والے سال میں کتنے لوگوں کو دنیا میں بھیجنا ہے اور کتنے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرنے کے بعد واپس بلایا جائے گا، کتنا خرچ کرنے کی اجازت ملے گی اور کس سے کتنا کچھ واپس لے لیا جائے گا، شعبان کی پندرہویں شب میں عالم بالا میں حکیم وخبیر ودانا مدبر کے حکم کے مطابق دنیا والوں کے لئے جو روز ازل میں فیصلے کئے گئے تھے، ان میں سے ایک سال کا جامع بجٹ کارکنان قضا وقدر یعنی خاص مقرب فرشتوں کے سپرد کردیا جاتا ہے، اس دنیا میں سب کچھ وہی ہوتا ہے جو فرشتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

(مسائل شب برأت ص:۲۹)

حضرت عطا بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو خدا کی طرف سے ملک الموت کو ایک فہرست دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے ان کی روحوں کو اس سال وقت مقررہ پر قبض کرنا، کوئی بندہ تو باغوں کے درخت لگا رہا ہوتا ہے، کوئی شادی کر رہا ہوتا ہے، کوئی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے، حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

(ثبت بالسنہ، ص:۳۵۳، لطائف المعارف، ص:۱۳۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے، تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ آپ نے ان کو پھر پہن لیا، مجھ کو یہ خیال آیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس جارہے ہیں، اس لئے مجھے بہت غیرت آئی، میں آپ کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی، تلاش کرتے ہوئے میں نے آپ کو جنت البقیع میں پایا، آپ مسلمان مردوں عورتوں اور شہداء کے لئے استغفار کر رہے تھے، میں نے دل میں کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں، آپ خدا کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں، میں وہاں سے واپس اپنے حجرے میں چلی آئی (اس آنے جانے میں) میرا سانس پھول گیا، اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا یہ سانس کیوں پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے جلدی سے دوبارہ کپڑے پہن لئے، مجھ کو یہ خیال کر کے سخت رشک ہوا کہ آپ ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ کو خود بقیع غرقد میں جا دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ خدا اور خدا کا رسول تمہارا حق ماریں گے؟ (اصل بات یہ ہے کہ) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں، مگر اس میں خدا تعالیٰ مشرکین، کینہ ور، رشتے ناطے توڑنے والے، ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے، ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی لوگوں کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ شب برأت میں قبرستان تشریف لے گئے تھے، لہٰذا اگر وقت ملے تو قبرستان چلے جانا چاہئے لیکن اس کو ضروری نہ سمجھا جائے۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے ۱۴/ شعبان ۱۳۳۱ھ کو جامع مسجد تھانہ بھون میں اپنے بیان کے آخر میں فرمایا: ”اس دن میں روزہ، اس رات میں جاگنا، اپنی حاجت طلب کرنا، مردوں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے.... لیکن بہتر یہ ہے کہ مردوں کو اسی طریق پر نفع پہنچاؤ، جس طور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے یعنی بعد عشاء کے قبرستان میں جا کر مردوں کے لئے دعا کرو، پڑھ کر بخشو، مگر فرداً فرداً جاؤ، جمع ہو کر مت جاؤ اس کو تہوار مت بناؤ۔

اور عجب لطف حق ہے کہ پندرہویں شب میں ہمیشہ چاندنی ہوتی ہے، (اکیلے) قبرستان جانے میں وحشت بھی نہ ہوگی۔“

(خطبات حکیم الامت، ۷/۴۲۷)

استاذی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے تھے، اس لئے مسلمان اس بات کا اہتمام کرنے لگے کہ شب برأت میں قبرستان جائیں، لیکن میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ ایک بڑی کام کی بات بیان فرمایا کرتے تھے، ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے، فرماتے تھے کہ ”جو چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجے میں ثابت ہو اسی درجہ میں اسے رکھنا چاہئے، اس سے آگے نہیں بڑھانا چاہئے، لہٰذا ساری حیات طیبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ جنت البقیع جانا مروی ہے، چونکہ ایک مرتبہ جانا مروی ہے، اس لئے تم بھی اگر زندگی میں ایک مرتبہ چلے جاؤ تو ٹھیک ہے، لیکن ہر شب برأت میں جانے کا اہتمام کرنا، التزام کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا اور اس کو شب برأت کے ارکان میں داخل کرنا اور اس کو شب برأت کا لازمی حصہ سمجھنا اور اس کے بغیر یہ سمجھنا کہ شب برأت نہیں ہوئی، یہ اس کو اس کے درجے سے آگے بڑھانے والی بات ہے، لہٰذا اگر کبھی کوئی شخص اس نقطہ سے قبرستان چلا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے، میں بھی آپ کی اتباع میں جارہا ہوں تو ان شاء اللہ اجر و ثواب ملے گا، لیکن اس کے ساتھ یہ کرو کہ کبھی نہ بھی جاؤ۔“

(اصلاحی خطبات، ۴/۲۶۵)

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ شب برأت سے متعلق اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں:

”اس رات میں کرنے کے دو کام ہیں: ایک تو جہاں تک ممکن ہو سکے عبادت کرو اور قرآن کریم کی تلاوت کرو، نماز پڑھنا سب سے افضل ہے، لیکن اگر بیٹھ کر تسبیحات پڑھنا چاہو تو یہ بھی جائز ہے۔

غرضیکہ اللہ کی یاد میں جتنا وقت بھی گزار سکتے ہو گزارو، باقی سونے کا تقاضا ہو تو سو جاؤ، فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ضرور پڑھ لو، تو ایک یہ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے عبادت میں وقت گزارا جائے اور دوسرے یہ کہ رات مانگنے کی ہے، کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے، مانگا کیا جائے؟ اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے، ایک تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو، دوسرے اللہ تعالیٰ سے رزق مانگو، اور تیسرے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، لیجئے خدا تعالیٰ نے کنجیاں تمہارے ہاتھ میں دی ہیں، جتنا چاہو کھولو اور لو۔“ (اصلاحی مواعظ،۵/۲۸۶)

اس بابرکت و باسعادت رات کے فضائل و برکات پڑھنے کے بعد اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالیں تو حیرت و افسوس کے ملے جلے تاثرات صفحہ عالم پر ابھرتے ہیں کہ کس طرح ہمارے افعال و اعمال نے اس مبارک شب کے ثواب کو عذاب سے اور برکات کو دینی و دنیوی نقصان سے بدل کر رکھ دیا ہے، ہم نے باعث برکت رات کو سراپا گناہ اور بدعات اور طرح طرح کی رسمیں ایجاد کر لی ہیں، جن کو فرائض کی طرح لازمی سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے اور ان فضول خرافات اور بدعات سے بچنے والے کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ ایسی ہی بدعات و رسومات کو ذکر کیا جاتا ہے:

مسجدوں، بازاروں، گھروں اور خاص خاص مقامات کو سجایا جاتا ہے، قمقمے روشن کئے جاتے ہیں، لائٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے، ضرورت سے زیادہ چراغ جلائے جاتے ہیں، بہت زیادہ روشنی کی جاتی ہے، گھروں سے باہر دروازوں پر کئی کئی چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور بعض جگہ مکانوں کی چھتوں پر موم بتیاں جلائی جاتی ہیں اور دیواروں پر قطار در قطار چراغ رکھ دیئے جاتے ہیں، یہ سب بے جا اسراف اور فضول خرچی ہے جو بربادی کا ذریعہ ہے، جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔“

ترجمہ: ”بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔“

اسی طرح دوسرے مقام پر ہے:

”ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔“

ترجمہ: ”اور اسراف نہ کرو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

یہ چراغاں اسلامی شعار نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے مشرکوں اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے اور سخت حرام ہے۔

یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں، دراصل یہ رسم بھی ہندوانہ شعار ہے، ہندوؤں کے ایک مشہور تہوار دیوالی کی نقل ہے، ہندوؤں کے ساتھ میل جول سے جہاں بہت سی باتیں انہوں نے ہم سے سیکھیں وہیں ہم نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھ لیا ہے، مگر افسوس اس بات پر ہے کہ انہوں نے ہم سے اچھی باتیں سیکھیں جبکہ ہم نے ان سے ان کی بری باتیں سیکھیں ہیں۔

برامکہ ایک آتش پرست قوم گزری ہے جو کہ مسلمان ہوگئی تھی، مگر آتش پرستی کے اثرات پھر بھی ان کی زندگی میں نمایاں تھے، یہ لوگ اس موقع پر خاص طور پر روشنی کا اہتمام کرتے تھے، عباسی خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے دورِ خلافت میں برامکہ کو عروج حاصل تھا، جس کی وجہ سے یہ منکرات اہل اسلام میں رواج پاگئیں۔

آج بھی مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ ہر سال اس خلاف عقل و شرع کام میں صرف ہوتا ہے، سوچنے کی بات ہے کہ جس قوم کی اقتصادی حالت نازک اور خطرناک ہو اور جس کو افلاس نے دوسری قوموں کا غلام بنا رکھا ہو، اس کا اتنا روپیہ پیسہ اس طرح فضول اور بے ہودہ رسوم میں ضائع ہو تو اس کی قومی زندگی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ ہر سال اس رات میں یہ افلاس زدہ قوم لاکھوں روپیہ آتش بازی، انار اور پٹاخے وغیرہ چھوڑنے پر خرچ کر دیتی ہے اور اپنی گاڑھی کمائی کو نذر آتش کر کے مبارک رات کی برکتوں کو بھسم کر ڈالتی ہے۔

بچوں کو آتش بازی اور پھلجھڑی پٹاخے چھوڑنے کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں اور ان کو بچپن ہی سے خدائے تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی مشق کرائی جاتی ہے، بہت سے بڑے اور بچے جل جاتے ہیں، کئی واقعات ایسے ہو چکے ہیں، جن میں آتش بازی کرنے والوں کا ہاتھ اڑ گیا، منہ جل گیا، جسم جھلس گیا اور بعض مرتبہ تو دکانوں اور مکانوں تک میں آگ لگ جاتی ہے، یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے جس کی حرمت قرآن مجید میں موجود ہے: ”ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ“... مت ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں... (سورۂ بقرہ) اور مال کو ضائع کرنے کی خرابی بھی لازم آتی ہے، لہٰذا سخت اجتناب ضروری ہے۔

عجیب بات ہے کہ آسمان سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور نیچے رحمتوں کا مقابلہ آتش بازی اور فضول خرچی اور طرح طرح کے گناہوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: ”کوئی ہے جو مجھ سے مانگے“ اور یہاں مانگنے کے بجائے فسق و فجور اور کھیل کود میں وقت اور مال برباد کیا جاتا ہے۔

☆☆..........☆☆

اکابر تبلیغ اور اُن سے متعلقہ کتابوں کا مختصر تذکرہ

آخری قسط

مولانا سیّد محمد زین العابدین، کراچی

حضرت مولانا سعید احمد خانؒ اور اُن سے متعلقہ کتب:

آپ کا وطن کھیڑا افغان ضلع سہارنپور ہے، اغلب یہ ہے کہ ۱۳۲۵ھ کے بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ نے ابتدائی طور پر میٹرک تک انگریزی اور عصری تعلیم حاصل کی مگر حضرت تھانویؒ کی کسی کتاب کے مطالعہ سے زندگی کی کایا پلٹ گئی اور عصری علوم کے بجائے دینی تعلیم کے لئے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہوئے اور وہاں ہی سے ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے فراغت کے بعد تکمیل کی اور ایک سال مظاہر علوم میں ہی متفرق خدمات انجام دیں، جیسا کہ مولانا عبیداللہ صاحبؒ کے حالات میں عرض کیا کہ ان پر اور مولانا سعید احمد خان صاحبؒ پر زمانہ طالب علمی سے ہی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی نظریں تھیں، چنانچہ اس کے اگلے ہی سال مرکز نظام الدین میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دی، آپ کی استعداد، لگن اور شوق کو دیکھ کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنی خصوصی توجہات سے نوازا، یہ انہیں کی توجہات کا اثر تھا کہ حضرت موصوف فنا فی التبلیغ ہوگئے اور انہیں دعوت و تبلیغ کے کام سے گویا عشق ہوگیا، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو کہ دعوت و تبلیغ ان کی روح کی غذا تھی۔ وہ ہر حال میں اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑنے کی فکر و سوچ میں مستغرق رہتے، وہ جسم و جان کے اعتبار سے نحیف و نزار تھے مگر میدان عمل میں وہ کسی پہلوان سے کم نہ تھے۔ آخر عمر میں سہارے سے اُٹھائے جانے والے اس بوڑھے مرد مجاہد کو جب منبر پر بٹھا دیا جاتا تو ان کی شیر کی سی گرج سے کوئی انہیں بوڑھا تصور نہ کرتا، اپنے کھانے، پینے اور پہننے کی کبھی پرواہ نہیں کی، نام و نمود اور ریا و دکھلاوا کے لفظ سے ناآشنا تھے، اکابر اور معاصر علماء میں یکساں مقبول تھے۔ اپنے سے بڑوں سے عزت و احترام کے علاوہ اپنے چھوٹوں پر شفقت اور ہم عصروں کی توقیر و قدردانی میں ممتاز تھے۔ آپ کے انہیں اوصاف و کمالات کے پیش نظر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاویؒ کو حجاز سے واپس بلا لینے کے بعد حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے عرب میں دعوت و تبلیغ کے کام کو مزید تقویت دینے اور وسیع کرنے کے لئے آپ کو حجاز مقدس بھیج دیا۔ آپ کی محنت وسعی اور آہ سحر گاہی کا ثمرہ تھا کہ عرب حضرات نہ صرف اس کام میں جت گئے بلکہ دیوانہ وار آپ پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے، آپ کو سعودیہ کی مستقل رہائش مل گئی مگر جب حکومت وقت نے ان کی رہائش منسوخ کی تو وہ مدینۃ الرسول چھوڑ کر پاکستان آگئے اور رائے ونڈ مرکز میں مقیم ہوگئے، مگر ان کی حرمین کی حاضری میں کبھی تعطل نہیں آیا۔ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی بنائی گئی عالمی شوریٰ میں آپ سرفہرست تھے، اور حضرت جیؒ کی وفات کے بعد آپ کا شمار بھی تبلیغ کے عالمی سطح کے رہنماؤں میں ہوتا تھا۔ سفر سلوک کے لئے آپ حضرت شیخؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آخری مرتبہ جب عمرہ کے لئے حرمین گئے تو مدینہ منورہ میں بیمار ہوگئے، بالآخر ۲۵؍رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵؍نومبر ۱۹۹۸ء کو راہِ جنت کے تھکے ماندے مسافر کو آرام آگیا اور جان جاں آفریں کے سپرد کردی اور وہیں جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت مولانا سعید احمد خانؒ کا تذکرہ مفتی محمد روشن قاسمی صاحب نے مرتب کیا ہے۔ اور دو جلدوں میں ان کے بیانات اور پانچ جلدوں میں ان کے مکتوبات بھی مولانا موصوف نے ترتیب دیئے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ اور اُن سے متعلقہ کتب:

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ میانوالی کے ایک گم نام گھرانے کے چشم و چراغ تھے، آپ ۵؍ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی طور پر آپ نے اسکول کی تعلیم حاصل کی، قدرت حق نے آپ پر کرم کیا اور دینی تعلیم کی طرف متوجہ کردیا، آپ نے ۱۹۴۰ء میں دورہ حدیث جامعہ ڈابھیل سے کیا۔ جہاں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ایسے اکابر سے فیض یاب ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں حضرت شیخؒ سے بیعت ہوئے اور چند سال بعد خلافت عطا ہوئی، ۱۹۴۶ء میں تبلیغ میں ایک سال لگایا، پھر ۱۹۴۷ء میں حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے آپ کا حجاز کا سفر طے کردیا، جہاں ڈھائی سال تک عربوں میں کام کیا اور آپ کی امارت میں حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ ایسے اکابر نے اہل عرب میں تبلیغی جدوجہد کی۔ پھر مختلف عرب ممالک میں کام کرتے ہوئے ۱۹۵۰ء کو کراچی تشریف لائے اور ۱۹۵۱ء میں آپ کی شادی ہوگئی۔ ۱۹۵۴ء میں فیصل آباد کی مرکزی جامع مسجد کے

امام وخطیب مقرر ہوئے اور ۱۹۶۲ء میں پاکستان کے معروف ادارہ جامعہ دارالعلوم فیصل آباد کی بنیاد رکھی، جس میں ہر سال ختم بخاری کے لئے حضرت بنوری ؒ تشریف لاتے تھے۔ حضرت مفتی زین العابدین صاحبؒ کی شخصیت جماعت تبلیغ کے ساتھ ساتھ ملک پاکستان کی بھی ایک سرکردہ اور لیڈرانہ شخصیت تھی، مختلف اسلامی تحریکوں میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا اور وقت کے حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔ آپ کی برکت سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اپنی عمر کے آخری حصہ میں دارالعلوم فیصل آباد میں ماہِ مبارک کے اعتکاف کے لئے تشریف لائے اور یوں وطن عزیز شیخ کی برکتوں اور فیوض سے باریاب ہوا، یہ سارا کچھ حضرت مفتی صاحب کی وجہ سے تھا۔ تبلیغی اجتماعات میں حضرت مفتی صاحبؒ کا مرکزی بیان ہوتا تھا اور آپ کے بیان میں پورا مجمع آپ کی مٹھی میں ہوتا، لاکھوں کا مجمع ہمہ تن گوش ہو کر آپ کا بیان سنتا، اس کے علاوہ سینکڑوں تبلیغی اسفار کئے۔ حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنے چاروں بیٹوں کے نام یوسف رکھے۔ حضرت جی مولانا انعام الحسنؒ کی وفات کے بعد آپ گویا پاکستان میں تبلیغی کام کے سرپرست تھے، مرکزی شوریٰ کے رکن تھے، حضرت شیخ کے اجل خلیفہ تھے۔ بالآخر تبلیغ ودعوت سے بھرپور زندگی گزار کر ۱۵ مئی ۲۰۰۴ء شام کو انتقال فرما گئے اور فیصل آباد ہی میں جنازہ ہوکر وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

مفتی زین العابدینؒ کی سوانح اور بیانات الگ الگ کتابوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں، جب کہ ہفت روزہ اخبار المدارس نے تقریباً دو صد صفحات پر مشتمل ایک خصوصی نمبر بھی مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر شائع کیا تھا، جس میں متعدد اہل علم وقلم نے حضرت مفتی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد جمشید علی خانؒ اور اُن سے متعلقہ کتب:

حضرت مولانا محمد جمشید علی خان صاحب رحمہ اللہ ۱۹۲۸ء میں قصبہ بھیسانی تحصیل کیرانہ ضلع مظفر نگر یوپی (انڈیا) میں پیدا ہوئے، ابتدائی عصری تعلیم پرائمری تک آبائی گاؤں میں ہی حاصل کی اور پھر حفظِ قرآن کے لئے دینی مدرسہ میں تشریف لائے۔ درس نظامی کی ابتدائی کتب کی مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد ضلع مظفر نگر میں حضرت تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کے زیرِ نگرانی حاصل کی، اس کے بعد علوم وفنون کی تکمیل اور دورہ حدیث کے لئے ایشیا کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں سے ۱۹۵۱ء میں فاتحہ فراغ پڑھا اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امام الادب حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور دیگر مشاہیر امت سے اکتساب فیض کیا۔ دورہ حدیث سے فراغت کے بعد ۱۹۵۲ء میں پاکستان ہجرت فرمائی اور دارالعلوم ٹنڈو الہ یار سندھ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے زیرِ نگرانی اور دیگر اکابر علماء ومشائخ کے زیر سایہ اپنی تدریس کا آغاز فرمایا اور مسلسل بارہ سال تک انتہائی جانفشانی کے ساتھ علوم وفنون اور حدیث شریف کا درس دیا، ۱۹۶۴ء میں تبلیغی مرکز رائے ونڈ منتقل ہوئے وہاں تبلیغی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ کتب درس نظامی کی تدریس بھی آپ کے سپرد ہوئی اور ۱۹۹۹ء میں وہاں کے شیخ الحدیث بنے اور تاوفات بخاری شریف پڑھاتے رہے، حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ سے اصلاحی تعلق رہا اور اجازت بیعت بھی ملی۔ ۳ نومبر ۲۰۱۲ء کو آپ کا وصال ہوا، آپ کی وفات کے بعد ماہنامہ دار التقویٰ لاہور نے تقریباً ساڑھے تین صد صفحات پر مشتمل آپ کی حیات وخدمات پر ایک خصوصی نمبر نکالا اور جناب پروفیسر بشیر حسین حامد صاحب نے آپ کے چند بیانات پر مشتمل ایک مختصر کتاب مرتب کی۔

حضرت مولانا محمد زبیر الحسن کاندھلویؒ اور اُن سے متعلقہ کتب:

مولانا زبیر الحسن صاحبؒ ۱۰ر جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۳۰ر مارچ ۱۹۵۰ء، بمقام سہارنپور، دولت کدۂ شیخ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے بسم اللہ یعنی تعلیم کی ابتداء کروائی۔ اس مجلس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، حضرت جی ثانی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد ہارون کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے۔ حفظ قرآن حضرت شیخ کے گھر میں ہی کیا، اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم ہدایۃ النحو وکافیہ تک گھر پر مختلف اساتذہ سے حاصل کی، ۱۵ر شوال ۱۳۸۵ھ مطابق ۶ر فروری ۱۹۶۶ء کو جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہوئے، یہاں آپ نے شرح جامی اور شرح وقایہ سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا، ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۱ء میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے ہی فراغت پائی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا، مولانا محمد انعام الحسن، مولانا محمد اسعد اللہ، مفتی مظفر حسین رحمہم اللہ اور مولانا محمد یونس و مولانا محمد عاقل مدظلہم لائق ذکر ہیں۔ ۲۵ر شوال ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵ر جنوری ۱۹۶۹ء کو مولانا حکیم محمد الیاس صاحب سہارنپوریؒ کی صاحبزادی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کی نواسی اور مولانا محمد شاہد سہارنپوری صاحب کی ہمشیرہ محترمہ طاہرہ خاتون سے آپ کا نکاح ہوا۔ فراغت تعلیم کے بعد عالمی تبلیغی مرکز حضرت نظام الدین پہنچ کر اپنے والد ماجد حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ کی زیر تربیت رہتے ہوئے علمی ودعوتی مشاغل میں مصروف و منہمک اور سفر وحضر میں برابر اپنے والد ماجد کی نگاہ تربیت میں رہے۔ اس کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث سے بیعت بھی ہوئے اور مدرسہ کاشف العلوم میں تدریس بھی شروع

فرمائی۔ مدرسہ کاشف العلوم کے درجہ عربی ابتدائی میں حمد باری، پنج گنج، میزان الصرف، نورالایضاح اور درجہ وسطیٰ میں کنز الدقائق، الادب المفرد، ریاض الصالحین وغیرہ پڑھانے کے بعد فن حدیث میں مشکوٰۃ شریف اور مسلم شریف پڑھائیں اور پھر ایک عرصہ تک بخاری شریف کا درس بھی دیا۔ دعوت وتبلیغ کے سلسلے کی سب سے پہلی تقریر آپ نے ۱۹؍رجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۹؍اگست ۱۹۷۴ء بروز جمعہ کو دفتر مدرسہ قدیم کی مسجد میں کی۔ اس تقریر میں آپ نے دین کی چھ صفات بیان کیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ بھی اس موقع پر مسجد میں موجود تھے۔ لیکن یہ سوچ کر وہاں سے چلے گئے کہ فرزند عزیز کو پہلی تقریر میں جھجک پیش نہ آئے۔ ان کے ہمراہ آپ کے نانا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ بھی مسجد سے گھر آ گئے، اس عمل کے ذریعے دونوں اکابر کا مولانا زبیر الحسنؒ کو تقریر کی مشق کا پہلا موقع دینا تھا۔ مولانا زبیر الحسنؒ نے اس بیان کے بعد پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور زندگی بھر اپنی تقاریر، بیان اور دعاؤں سے تشنگان علم دین کی پیاس بجھاتے رہے۔ جب کہ والد مرحوم اور مولانا اظہار الحسنؒ کی وفات کے بعد تبلیغی شوریٰ کے امیر بنے۔ لڑکپن میں آپ حضرت رائے پوریؒ سے پھر تکمیل علوم کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ سے بیعت ہو گئے اور ان کے زیر ہدایت رہ کر ذکر وشغل میں مشغول رہے۔ ۳؍ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۰؍فروری ۱۹۷۸ء بروز جمعہ حضرت شیخ نے آپ کو اجازت بیعت وخلافت سے نوازا، یہ اجازت و خلافت مسجد نبوی مدینہ منورہ میں دی گئی تھی، حضرت مرحوم کو مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے سلسلے میں اپنے والد حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ سے اور حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کے سلسلے میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نیز مفتی افتخار الحسن کاندھلوی مدظلہ سے بھی اجازت بیعت وخلافت حاصل تھی۔ آپ کا انتقال ۱۸؍مارچ ۲۰۱۴ء مطابق ۱۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ بروز منگل بوقت صبح ساڑھے گیارہ بجے رام منوہر لوہیا اسپتال دہلی میں ہوا۔ اسی رات کو دس بجے مرکز نظام الدین میں آپ کا جنازہ آپ کے شیخ حضرت مولانا مفتی محمد افتخار الحسن کاندھلوی صاحب مدظلہم نے پڑھایا، جس میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے اور تدفین اپنے والد کے جوار میں ہوئی۔ مولاناؒ کے وصال کے ڈھائی ماہ بعد پندرہ روزہ تعمیر حیات کے نائب مدیر تذکرہ مولانا محمود حسن حسنی ندوی نے ۲۲۵ صفحات کا ایک مختصر تذکرہ مرتب کیا، پھر راقم الحروف کے قلم سے آپ کی ایک تفصیلی سوانح ساڑھے سات صد صفحات پر مشتمل منظر عام پر آئی اس سوانح پر نظر ثانی آپ کے بہنوئی مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری مدظلہ نے فرمائی، اس سوانح کے اندر مولانا زبیر الحسنؒ پر دو سو صفحات کا ایک تفصیلی سوانحی مضمون، ان کے بیانات، پوری دنیا سے مختلف اکابر ومشائخ کے تاثرات اور اہل علم وقلم کے عمدہ عمدہ مضامین شامل ہیں، جب کہ تبلیغ کے موجودہ ذمہ داران مولانا محمد سعد کاندھلوی صاحب، حاجی محمد عبدالوہاب صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب اور مولانا محمد ابراہیم ذیولہ صاحب ومولانا طارق جمیل صاحب وغیرہ کے بیانات بھی کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کتب سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ☆☆☆

شکیل بن حنیف کا فتنہ

قادیانیت کی نئی صورت

الیاس نعمانی

شکیل بن حنیف، دربھنگہ، بہار کے موضع عثمان پور کا رہنے والا ایک شخص ہے، جس نے چند برس قبل جبکہ وہ دہلی میں تھا، مہدی ہونے اور پھر مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس طرح ایک نئی قادیانیت کی داغ بیل ڈالی۔ اس نے پہلے دہلی کے مختلف محلوں میں اپنی مہدویت و مسیحیت کی تبلیغ کی، لیکن ہر جگہ سے اسے کچھ دنوں کے بعد ہٹنا پڑا، پہلے محلّہ نبی کریم کو اس نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور پھر لکشمی نگر کے دو مختلف علاقوں میں یکے بعد دیگرے رہ کر اپنے مشن کو چلایا، دہلی کے زمانۂ قیام میں اس نے بالخصوص ان سادہ لوح نوجوانوں کو اپنا نشانہ بنایا جو دہلی کے مختلف تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے، لیکن جیسے ہی لوگوں کو اس کی حرکتوں کی اطلاع ہوتی، وہ اس کے خلاف ایکشن لیتے اور اسے اپنا ٹھکانہ تبدیل کرنا پڑتا، بالآخر اسے دہلی سے ہٹنے کا فیصلہ کرنا پڑا اور اس نے اپنی بود و باش مہاراشٹر کے ضلع اورنگ آباد میں اس طرح اختیار کرلی کہ کسی نے اس کے لئے ایک پورا علاقہ خرید کر ایک نئی بستی بسادی، جس میں وہ اور اس کے ''حواری'' رہتے ہیں۔

ملک کے مختلف حصوں میں اس جھوٹے مہدی و مسیح کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ برسوں سے خاصی تیزی کے ساتھ جاری ہے، دہلی، بہار، مہاراشٹر و آندھرا پردیش وغیرہ میں اس کے فتنہ میں اچھی خاصی تعداد میں لوگ آچکے ہیں اور الحمدللہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ لوگوں نے اس کے تعاقب کی فکر بھی شروع کردی ہے۔

ہم سمجھتے تھے کہ یوپی اس فتنہ سے محفوظ ہے اور اب تک یہاں شکیلیوں نے اپنے پاؤں نہیں پھیلائے ہیں، لیکن معلوم ہوا کہ ہم ناواقف تھے، یوپی میں بلکہ لکھنؤ میں بھی کچھ لوگ اس فتنہ کے داعی بن کر تقریباً ڈیڑھ برس سے سرگرم ہیں اور بڑی رازداری، لیکن تیز رفتاری کے ساتھ اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور افسوس کہ ان کے فتنہ کا شکار ہمارے کچھ سادہ لوح نوجوان بن بھی رہے ہیں بلکہ غالباً تھوڑے وقفے سے لکھنؤ و مشرقی یوپی کے مختلف اضلاع کے چند افراد اس فتنہ کا شکار ہوکر اس جھوٹے مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے جارہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی پوری سرگرمی کے ساتھ خفیہ انداز میں تحریک چلانے میں کامیاب ہیں کہ وہ ہمارے علاقہ میں ہمارے نوجوانوں پر محنت کررہے ہیں اور ہم کو خبر تک نہیں، ہماری ناواقفی یا بے خبری کی یہ صورت حال تشویش ناک ہے اور ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔

اس فتنہ کی دعوت اور اس کے داعیوں کا طریقہ کار:

ان لوگوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ یہ خفیہ طور پر کسی نوجوان سے رابطہ کرتے ہیں، یہ نوجوان عام طور پر کسی کالج یا یونیورسٹی کا ایسا طالب علم ہوتا ہے کہ جس کا کسی عالم، دینی جماعت یا دینی تنظیم سے کوئی رابطہ نہ ہو، یہ پہلے اس سے عام دینی گفتگو کرتے ہیں اور چونکہ اس فتنہ کے تمام داعی اپنا حلیہ ایسا بنائے پھرتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر ہر شخص یہی محسوس کرے کہ یہ متبع سنت قسم کے دین دار نوجوان ہیں، مثلاً لمبی داڑھیاں رکھتے ہیں، لباس میں لمبے کرتے اور اونچی شلوار کا اہتمام کرتے ہیں، گفتگو میں بار بار الحمدللہ، سبحان اللہ، ماشاء اللہ، ان شاء اللہ اور ان جیسے دیگر الفاظ کی کثرت رکھتے ہیں، اس لئے وہ سادہ لوح اور ناواقف نوجوان ان سے بہت زیادہ متاثر ہوجاتا ہے اور انہیں بہت دین دار سمجھنے لگتا ہے، اپنی بابت یہ تاثر قائم کرنے کے بعد یہ اپنے مخاطب سے علامات قیامت کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس درمیان میں یہ بہت ہوشیاری کے ساتھ یہ کوشش بھی کرتے ہیں کہ اپنے مخاطب کے ذہن میں علماء کی تصویر ایسی بنادیں کہ وہ ان کی کسی بات کی تصدیق علماء سے کرانے کی ضرورت نہ سمجھے، مثلاً یہ کہتے ہیں کہ علماء کو ان علامات قیامت کا کچھ علم نہیں ہوتا، اس لئے کہ انہیں زمانۂ طالب علمی میں یہ احادیث پڑھائی ہی نہیں جاتیں، انہیں بس حدیث کی کتابوں کے چند منتخب ابواب پڑھا دیے جاتے ہیں، جن کا تعلق نماز، روزہ جیسے مسائل سے ہوتا ہے تاکہ یہ کسی مسجد کے امام یا کسی مدرسہ کے مدرس بن سکیں، ان کا مخاطب جواب تک ان کے دین دار ہونے کا تاثر رکھتا ہے، یہ باتیں سن کر ان کو دین کا ایسا ماہر بھی سمجھنے لگتا ہے کہ جو علماء سے زیادہ دین کو جاننے والا ہے اور اب اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ یہ اسے جو بتادیں وہ اس پر یقین کرلے۔

اس کے بعد انہیں باور کراتے ہیں کہ دجال کی آمد ہوچکی ہے وہ امریکا و فرانس کو دجال بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جو یہ بتایا تھا کہ دجال کی پیشانی پر ''کافر'' لکھا ہوگا، اس سے آپ کا اشارہ یہی دونوں ممالک

تھے،اس لئے کہ جب ان دونوں کا نام ایک ساتھ لکھا جائے (امریکا،فرانس) تو بیچ میں کافر لکھا ہوا ہوتا ہے، دجال کی ایک آنکھ ہونے کا مصداق وہ سیٹلائٹ کو قرار دیتے ہیں،بعض روایات میں دجال کے بارے میں ہے کہ وہ ایک گدھا ہوگا،یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد فائٹر پلین ہے اور اسی طرح کی کچھ اور باتیں کرتے ہیں۔

دجال کی بابت اپنی ایسی گفتگو کے بعد داعیان شکیلیت یہ کہتے ہیں کہ دجال کی آمد کے بعد مہدی و مسیح کو آنا تھا اور وہ آچکے ہیں اور اب نجات کا بس یہی ایک ذریعہ ہے کہ ہم ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیں،اگر مخاطب بہت سادہ لوح ہوتا ہے اور یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ مجھے بھی اس ''سفینۂ نجات'' میں سوار ہونا ہے تو اسے (عام طور پر) پہلے صوبائی امیر کے پاس بھیجا جاتا ہے،مثلاً یوپی میں بنارس بھیج دیا جاتا ہے،جہاں بنارس ہندو یونیورسٹی میں زیر تعلیم ایک نوجوان سے اس کی ملاقات ہوتی ہے، یہ صاحب یوپی میں اس جھوٹے مہدی و مسیح کے مشن کے امیر بتائے جاتے ہیں اور پھر کچھ دنوں کے بعد اورنگ آباد بھیج کر شکیل کے ہاتھ پر بیعت کرادی جاتی ہے،لیکن اس بات کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے کہ بیعت سے پہلے اس جھوٹے مہدی و مسیح کا اصلی نام سامنے نہ آئے، یہاں تک کہ لوگوں کے دریافت کرنے پر بھی یہ لوگ اس کا اصلی نام نہیں بتاتے ہیں تاکہ اگر یہ شخص کہیں کسی سے تذکرہ کربھی دے تو بھی لوگوں کو معلوم نہ ہو پائے کہ یہ کس ''مسیح'' کی دعوت دی جارہی ہے۔

....

ذیل کی سطروں میں دجال اور حضرت مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت صحیح احادیث میں بتائی گئی چند علامتوں کا تذکرہ کرکے شکیلی فتنہ کے دعوؤں کا جائزہ لیا جارہا ہے تاکہ یہ بات بالکل واضح ہوجائے کہ شکیل بن حنیف جھوٹا ہے،حضرت مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس کو وہی نسبت ہے جو رات کو روز روشن سے۔

شکیلی دجال بمقابلہ حقیقی دجال:

دجال کی بابت شکیلیوں کا دعویٰ اتنا بدیہی غلط ہے کہ کوئی بھی آدمی جسے اللہ نے عقل سلیم سے نوازا ہو انہیں صحیح مان ہی نہیں سکتا اور اس لئے اس سلسلہ میں کسی تفصیلی گفتگو کی ضرورت نہیں ہے،لیکن پھر بھی اتنا عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی بابت جو کچھ بتایا ہے اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک انسان ہی ہوگا دو ممالک کا مجموعہ یا سیٹلائٹ یا فائٹر پلین نہیں،آپ ﷺ نے اس کا حلیہ بھی بالکل واضح طور پر بتادیا ہے،مثلاً بخاری شریف کی ایک حدیث (۷۰۱، کتاب ذکر الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: واذکر فی الکتاب مریم) میں ہے کہ آپ کو خواب میں دجال دکھایا گیا تو وہ ایک سرخ رنگ کا موٹا شخص تھا، اس کے بال گھنگریالے تھے، داہنی آنکھ سے کانا تھا، یہاں تک کہ اس حدیث میں آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی ابن قطن کے مشابہ تھا،ان واضح نشانیوں کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ کوئی بھی عقلمند شخص یہ کہے کہ دجال ایک شخص نہ ہوکر دو ممالک کا مجموعہ ہے اور اس کی آنکھ سیٹلائٹ ہے۔

علامات مہدی کی روشنی میں شکیل کا جائزہ:

احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیات ہیں جبکہ شکیل غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا دعویدار ہے کہ وہ بیک وقت مہدی بھی ہے اور مسیح بھی،ظاہر ہے کہ یہی ایک بات اس کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی ہے۔

حضرت مہدیؓ کی بابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں متعدد علامتیں بیان کی گئی ہیں،ذیل میں ہم ان میں سے چند کا تذکرہ کریں گے اور پھر ان کی روشنی میں شکیل کا جائزہ لیں گے:

۱:...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ حضرت مہدی کا نام محمد اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔(ابوداؤد:۴۲۸۴ کتاب المہدی) جب کہ شکیل، شکیل بن حنیف ہے،محمد بن عبداللہ نہیں۔

۲:...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا تھا کہ مہدی آپ کی ہی نسل سے ہوں گے اور ان کا سلسلۂ نسب حضرت فاطمہؓ تک پہنچے گا۔ (ابوداؤد:۴۲۸۴ کتاب المہدی) جب کہ شکیل کا اس خاندان اور نسل سے کوئی تعلق نہیں، وہ تو ہندوستانی شکل کا ہی ہے۔

۳:...حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؓ روشن پیشانی کے ہوں گے یعنی گورے رنگ کے ہوں گے۔(ابوداؤد:۴۲۸۵ کتاب المہدی) جب کہ شکیل ایسا نہیں ہے۔

۴:...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا تھا کہ ان سے پہلے دنیا بھر میں ظلم و ناانصافی کا راج ہوگا اور وہ ظلم کا خاتمہ کرکے دنیا میں عدل و انصاف کا بول بالا کردیں گے۔(ابوداؤد:۴۲۸۲ کتاب المہدی) جب کہ شکیل کے دعوائے مہدویت کو دس برس سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے اور اس عرصہ میں دنیا میں ظلم و ناانصافی بڑھی ہی ہے کم نہیں ہوئی ہے۔

۵:...حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکمران بھی ہوں گے۔ (ابوداؤد:۴۲۸۵، کتاب المہدی) اور شکیل حکمرانی کا تو خواب بھی نہیں دیکھ سکتا۔

۶:... احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ محمد بن عبداللہ مہدی کے منصب پر فائز ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ نو برس رہیں گے (ترمذی: ۲۲۳۲ ابواب الفتن، باب بعد باب ماجاء فی المہدی) جن میں سے سات برس وہ حکومت فرمائیں گے۔ (ابوداؤد: ۴۲۸۵ کتاب المہدی) شکیل بن حنیف کے دعوائے مہدویت کو دس برس سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے اور ابھی تک نہ اس کا انتقال ہوا ہے اور نہ اس کی حکومت قائم ہوئی ہے۔

شکیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دنیا میں دوبارہ تشریف آوری کی بابت بھی قرآن اور احادیث میں کچھ ایسی واضح باتیں بتادی گئی ہیں کہ جن کو سامنے رکھ کر شکیل و قادیانی جیسے ہر جھوٹے کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے، ذیل میں ایسی ہی چند علامتیں درج کی جاتی ہیں:

۱:... اس سلسلہ میں سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بیان فرمایا ہے، اس سے یہ بات بالکل قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ وہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہوں گے جو بنی اسرائیل کے نبی تھے اور جن کی والدہ حضرت مریم تھیں اور جو بغیر والد کے پیدا ہوئے تھے، صحیح بخاری و صحیح مسلم سمیت حدیث کی متعدد کتابوں میں ایسی کئی روایات پائی جاتی ہیں، جن میں قیامت کے قریب آپ کی آمد کا تذکرہ ہے اور آپ کا نام عیسیٰ بن مریم ہی لیا گیا ہے، ان میں سے چند روایتیں ابھی آپ پڑھیں گے اور مہدی و عیسیٰ ہونے کا یہ دعویدار شکیل بن حنیف ہے، ہندوستان کے ایک علاقہ سے تعلق رکھتا ہے، یہ وہ عیسیٰ بن مریم نہیں ہے جو بنی اسرائیل کے نبی تھے اور جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور جن کی والدہ کا نام مریم تھا۔

۲:... حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کے سلسلہ میں متعدد احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اتریں گے (مثلاً ملاحظہ ہو: بخاری ۲۲۲۲، کتاب البیوع، باب قتل الخنزیر) جب کہ یہ شکیل بن حنیف عثمان پور نامی ایک گاؤں میں اپنے والد حنیف کے یہاں پیدا ہوا ہے، آسمان سے نہیں اترا ہے۔

۳:... صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں ابن مریم انصاف پسند حکمران بن کر ضرور نازل ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے (یعنی آپ کی آمد کے بعد سارے عیسائی مسلمان ہوجائیں گے اور صلیب کی عبادت ختم ہوجائے گی) خنزیر (کی نسل) کو قتل کردیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی صدقات قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ (بخاری: ۲۲۲۲، کتب البیوع، باب قتل الخنزیر، مسلم: ۲۲۷۶/۱۵۵ کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

اب ذرا اس حدیث کی روشنی میں شکیل کا جائزہ لیجئے، وہ نہ اب تک حکمراں بنا ہے اور نہ حکمرانی کا کوئی ارادہ رکھتا ہے، وہ تو اورنگ آباد، مہاراشٹر کے پاس ایک بستی میں چھپا بیٹھا ہے اور وہاں سے نکلنے کا نام ہی نہیں لیتا اور اس نے نہ کبھی کوئی صلیب توڑی ہے اور نہ کسی عیسائی نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے، نہ خنزیروں کو قتل کیا ہے اور نہ اس کے آنے کے بعد دنیا میں مال و دولت کی فراوانی ہوئی ہے اور نہ غربت کا خاتمہ ہوا ہے کہ صدقات لینے والا کوئی نہ ملے۔

۴:... قرآن مجید نے سورۂ نساء کی آیت: ۱۵۹ میں فرمایا گیا ہے کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب (یہودی، عیسائی) مسلمان ہوجائیں گے۔“

”وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ...“ (النساء:۱۵۹)

اور شکیل کے ہاتھ پر اب تک ایک بھی عیسائی اسلام نہیں لایا۔

ان کے علاوہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت اور بھی علامتیں یا پیشین گوئیاں احادیث کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، لیکن قرآن و صحیح احادیث میں مذکور یہی چار علامتیں شکیل کے دعوے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، اس مختصر سے مضمون میں مزید کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

اس فتنہ کا مقابلہ کیسے ہو؟

یہ فتنہ چونکہ بہت رازداری کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے، اس لئے عام طور پر جب کسی علاقہ کے خادمان دین کو اپنے علاقے کے بارے میں علم ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں اس فتنہ کے داعی سرگرم ہیں تو اس وقت تک بہت تاخیر ہوچکی ہوتی ہے اور کئی نوجوان اس کی بھینٹ چڑھ چکے ہوتے ہیں، خود لکھنؤ میں اس فتنہ کے سرگرم ہونے کی اطلاع تب ملی جب اس کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا، دہلی، بہار، مہاراشٹر، گجرات اور یوپی سمیت ملک کے جس حصہ میں بھی اس فتنہ کی سرگرمی کی آج اطلاع ہے ان تمام مقامات پر خادمان دین کو جب اس فتنہ کی موجودگی و سرگرمی کی اطلاع ملی تو کافی دیر ہوچکی تھی، اس لئے کسی بھی علاقہ میں اس انتظار میں نہیں رہنا چاہئے کہ جب ہمارے یہاں فتنہ کی آمد کی خبر ملے گی تو پھر فکر کریں گے، اس لئے کہ عین ممکن ہے کہ کسی علاقہ میں یہ سرگرم ہو اور ہمیں اس کی خبر نہ ہو، صورت حال کی خطرناکی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ جن علاقوں کے سلسلے میں یہ اطمینان تھا کہ یہاں یہ

فتنہ موجود نہیں ہے، وہاں کے ائمہ مساجد نے بھی جب اپنی مسجدوں میں اس مسئلہ پر گفتگو کی تو کچھ نوجوانوں نے ان میں سے کچھ ائمہ کو بتایا کہ اس طرح کے لوگوں نے ہم سے بھی رابطہ کیا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی بھی علاقہ کے سلسلہ میں اطمینان نہ کیا جائے اور پہلے سے ہی عوام کو اس فتنہ سے آگاہ کیا جائے تاکہ اگر یہ فتنہ آپ کے علاقہ میں نہ پہنچا ہو تو اس کی آمد کو روکا جاسکے اور اگر خدانخواستہ پہنچ گیا ہو تو اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

اس فتنہ کے مقابلہ کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہر علاقہ کی تمام مساجد میں جمعہ کی نماز کے موقع پر اس سلسلہ میں گفتگو کر کے لوگوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا جائے، اسی طرح ہم ان لوگوں کو فتنہ سے آگاہ کر سکتے ہیں، جن کو اس فتنہ کے داعیان اپنا مخاطب بناتے ہیں، نماز جمعہ کے علاوہ ان لوگوں کا کوئی رابطہ کسی دینی راہنمائی کے نظام سے نہیں ہوتا ہے، اگر ہر علاقہ کے سرگرم خادمان دین اپنے اپنے علاقہ کی فکر کریں اور یہ کوشش کریں کہ ان کے علاقہ کی ہر مسجد میں نماز جمعہ سے قبل اس طرح کی گفتگو کر لی جائے تو امید ہے کہ اس فتنہ کو روکا جاسکے گا۔

ہمارے یہاں عام طور پر کسی فتنہ کی فکر اس وقت کی جاتی ہے جب اس کے شکار ہزاروں، لاکھوں افراد ہو جاتے ہیں اور اس وقت فتنہ اپنے پاؤں اتنے جما چکا ہوگا ہے کہ اس کو ختم کرنا مشکل ہو چکا ہوگا ہے، قادیانیت کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا، اس لئے اس نئی قادیانیت کا تعاقب ابھی سے کرنا لازمی و ضروری ہے، ورنہ بعد میں یہ فتنہ اگر تناور درخت بن گیا تو پھر اس کا خاتمہ ویسے ہی ناممکن ہو جائے گا، جیسے قادیانیت کا ہو گیا ہے:

''جاگو زمانہ چال قیامت کی چل گیا''

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند انڈیا، مارچ ۲۰۱۶ء)

بقیہ: سود سے متعلق سپریم کورٹ.....

ایمرجنسی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے، جسے بظاہر قومی سطح پر قبول کر لیا گیا ہے جبکہ اس طریقہ کار کے تحت کئے جانے والے اقدامات کا بڑا حصہ عام قانونی اور عدالتی پروسیس سے بالاتر دکھائی دیتا ہے۔ اگر عدالت عظمیٰ اس سے متفق ہے تو ہمیں بھی اس پر اعتراض نہیں ہے، لیکن جس طرح عسکری دہشت گردی ملک کے لئے تباہ کن ہے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے خصوصی اقدامات اور طریقہ کار کو ضروری سمجھا گیا ہے، اسی طرح سودی نظام بھی ''معاشی دہشت گردی'' سے کم نہیں ہے، جس کے نقصانات اور تباہ کاریاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھی خصوصی اقدامات اور طریقہ کار کی ضرورت ہے، جس کے بغیر نہ تو قومی معیشت کو سنبھالا دینے کی کوئی صورت نظر آتی ہے اور نہ ہی کرپشن کے خاتمے کی مہم میں کامیابی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

ملک کے معاشی نظام کو صحیح خطوط پر استوار کرنا ہے اور کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنا ہے تو اس کے لئے دیگر ضروری اقدامات کے علاوہ سودی نظام کا خاتمہ بھی اس کا ناگزیر تقاضا ہے، جس سے ہمارے قومی اداروں کو صرف نظر نہیں کرنا چاہئے۔ قرآن و سنت کے معاشی قوانین، غیر سودی معیشت اور خلافت راشدہ کی طرز کی رفاہی ریاست ہماری اصل قومی ضروریات ہیں جو سودی نظام، قوانین کے ماحول سے نکل کر ہی پوری کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ دستور کی محافظ اور اس پر عملدرآمد کی نگران عدالت عظمیٰ سے ہم یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ ملک و قوم کے مفاد میں ''روٹین ورک'' سے ہٹ کر بھی اس مسئلہ کا جائزہ لے گی اور قوم کو سودی نظام کی لعنت سے نکالنے کے لئے کردار ادا کرے گی۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱ اپریل ۲۰۱۶ء)

قرآن کریم آخری اسلامی کتاب اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے نور ہدایت ہے: مولانا محمد اکرم طوفانی

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے ۱۷ اپریل بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد مسلم ٹی ریلوے کیمپ میں تکمیل قرآن کریم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں رب کریم نے چار آسمانی کتابیں اور کچھ صحائف اتارے، آخری کتاب قرآن مجید پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن کریم آخری آسمانی کتاب اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے نور ہدایت ہے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ان چھوٹے بچوں کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو محفوظ کر دیا۔ یاد رکھیں یہ سب کچھ ہمیں ختم نبوت کے صدقہ اور برکت سے حاصل ہوا، آخری نبی صرف اور صرف آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی اور نیا نبی نہیں آسکتا، جو دعویٰ نبوت کرے وہ بے ایمان، مردود ہے اور اس کو ماننے والے بھی کافر اور بے ایمان ہیں۔ ہمارے نوجوان دین سے اور ختم نبوت کے عقیدہ سے ناواقف ہیں، لہٰذا مدارس کی ان کلاسوں میں بھی عقیدۂ ختم نبوت کے حوالہ سے روزانہ کچھ دیر سبق دینا چاہئے۔ پروگرام کا آغاز قاری محمد نعمان ابرار کی تلاوت اور حافظ حبیب اللہ، حافظ عثمان کی نعت سے ہوا۔ مفتی محمد ابرار اور پیر طریقت مولانا نعمان ارمان مدنی اور دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی، نقابت کے فرائض مسجد ہذا کے امام مولانا تاج فراز نے سرانجام دیئے اور طلباء میں انعامات بھی تقسیم کئے۔ اللہ تعالیٰ پروگرام میں شریک تمام احباب کی شرکت کو قبولیت سے نوازے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء - ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اُن علماء میں سے تھے جن کی محبت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال رکھی تھی، آپؒ سے محبت کرنے والے، آپؒ کے شاگرد، متعلقین اور دُنیا میں نہ جانے کہاں کہاں آپؒ کے عقیدت مند موجود ہیں۔ آپؒ کے علوم و فیوض کے چشمہ صافی سے پوری دُنیا سیراب ہوئی مگر وہ ختم ہوا نہ کم ہوا۔ اس لئے کہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی دینی خدمات کا جائزہ لیجئے تو ایک طرف علماء کی تربیت ہورہی ہے، دَرس و تدریس کا عمل ہورہا ہے، رُشد و ہدایت کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ تو دوسری طرف عوام کی تربیت کا انتظام ہے، اُن کی ذہن سازی ہورہی ہے اور رُوحانی فیض پھیلایا جارہا ہے بلکہ کراچی میں بیٹھ کر اُن کی تربیت کا اثر اور علمی فیض دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکا تھا۔ مجھے اکثر باہر جانے کا اِتفاق ہوتا ہے وہاں دِین دار طبقے سے ملاقات ہوتی ہے اور اُن کو حضرتؒ کی حیات میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''ہم ہر جمعہ کو روزنامہ ''جنگ'' کا اِنتظار کرتے ہیں کہ جمعہ آئے تو ہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا اِسلامی صفحہ ''اِقرأ'' میں فقہی مسائل کا کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' پڑھ کر ہدایت حاصل کریں۔

اِسی طرح تدریس کے میدان میں آپ لائق و فائق اور قابل مدرّس، تصنیف و تالیف کے میدان میں قلم کے شہسوار، فرقِ باطلہ کے مقابلہ میں بحث و مناظرہ اور مناقشہ و مباحثہ میں نہایت مہذب و شائستہ زبان و بیان اور حد درجہ منصفانہ انداز کے مالک تھے، جس کا مخالفین کو بھی اعتراف تھا، اگر اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو آپ کی تصنیف ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' جسے اگر اِلہامی تصنیف کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا، دیکھی جاسکتی ہے۔ بلاشبہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ ''وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' (النحل:۱۲۵) کا نمونہ ہے۔ اِسی طرح آپ کے فتاویٰ اور اُمت کے بھٹکے ہوئے اِنسانوں کی رہنمائی کا نمونہ دیکھنا ہو تو آپ کے قلم کے جواہر پارے ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جو غالباً ۲۴ رسال روزنامہ ''جنگ'' کے جمعہ کے ایڈیشن میں شائع ہوئے۔ جن میں شرعی حکم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سائل کو دَرپیش مسائل اور مشکلات سے نکلنے کی رَاہنمائی بھی کی گئی ہے۔ بلاشبہ روزنامہ ''جنگ'' کے اِس سلسلہ کے ذریعے لاکھوں اِنسانوں کو دِینی مسائل میں رَاہنمائی حاصل ہوئی اور لوگ جن مسائل کو شرم کے مارے پوچھ نہیں سکتے تھے۔ یا اُن کو یہی معلوم نہیں تھا کہ پوچھیں تو کس سے؟ اور کس طرح؟ اس سلسلہ کے ذریعہ اُن کے مسائل گھر بیٹھے حل ہونے لگے۔ الحمدللہ اب یہ ذخیرہ ۱۰ رجلدوں میں (تخریج کے ساتھ) شائع ہوچکا ہے اور اُمت کی رَاہنمائی کررہا ہے۔

حضرت شہیدؒ ایک کامیاب مصلح اور مربی تھے جنہوں نے اپنی سیرت و کردار، اپنے وعظ و بیان، دعوت و اِرشاد، رُشد و ہدایت اور حلقہ ہائے ذِکر و فکر سے ہزاروں اِنسانوں کی اِصلاح و تربیت فرمائی۔

حضرتؒ کا ایک وصف جس کا میں نے سفر و حضر میں مشاہدہ کیا ہے۔ آپؒ کی صفت ''اِستقامت'' ہے، میرے ناقص خیال میں غالباً یہی وہ بنیادی صفت ہے جو حضرت شہید رحمہ اللہ کے سارے کمالات کی بنیاد ہے۔

ہمارے شیخ و مربی اور محترم اُستاذ حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر اِنتخاب جب آپ پر پڑی تو آپ ''ماموں کانجن'' میں تدریس کررہے تھے۔ حضرتؒ نے آپ کو ماہنامہ ''بینات'' کے لئے نہایت موزوں سمجھا اور اس کے لئے دس دن مانگے تو ''ماموں کانجن'' کے حضرات تو اس کے لئے تیار نہ ہوسکے البتہ آپ کے قدردان جامعہ رَشیدیہ ساہیوال والوں نے آپ کو مدرّس رَکھ لیا اور طے ہوا کہ آپ دس دن ''بینات'' کراچی کے لئے دیں گے اور بیس دن ساہیوال میں پڑھائیں گے، چنانچہ یہ معمول سالوں چلا، پھر جب آپ کو مستقل دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں متعین فرمایا گیا اور طے ہوا کہ اِتنے دن آپ ملتان میں ختم نبوت کا کام کریں گے اور اِتنے روز کراچی آکر بینات کا کام سرانجام دیں گے۔ چنانچہ ایک عرصہ تک آپ نہایت اِستقامت کے ساتھ یہ دونوں فرائض، خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رَہے، یہاں تک کہ آپ مستقل کراچی منتقل ہوگئے۔ کراچی منتقل ہونے کے بعد آپؒ نے جس اِستقامت کے ساتھ ''بینات'' کی اِدارت اور اس کے ذریعہ مختلف

موضوعات پر قلم اُٹھایا، وہ محتاجِ بیان نہیں، جس سے بے شمار اِنسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور لاکھوں اِنسانوں کے ذہنوں کا قبلہ درست ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُن کے اِخلاص، اِستقامت، وسعتِ معلومات اور علمی رُسوخ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ ظہر کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پڑھانے آتے تو گاڑی سے اُترتے ہی طلباء اُن کو اُٹھا کر مسندِ حدیثِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک لے جاتے تھے اور پھر پڑھانے کے بعد طلباء اُن کو اُٹھا کر گاڑی تک لے آتے یہ روزانہ کا حسین منظر اور نزولِ برکت کا سماں تھا۔

آپ رحمہ اللہ اپنے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں بیٹھ کر تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیتے اور اپنے قلم کے ذریعے لوگوں کو راہِ راست بتاتے تھے۔

حضرت شہید رحمہ اللہ کی اِستقامت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے تربیت کا جو سلسلہ بھی شروع فرمایا، اُسے نہایت پابندی سے نبھایا، وہ جمعہ کا وعظ ہو یا ہفتہ کے مختلف دروس، مجالس ذِکر ہوں یا رَمضان المبارک کا اعتکاف؛ اس میں کبھی تخلف نہیں آنے دیا۔

حضرت شہید رحمہ اللہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اُنہوں نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا۔ بلکہ وہ نظمِ اوقات کے ذریعہ اپنے اوقات کو تعلیم و تربیت، تصنیف و تالیف اور تلاوت و ذکر میں گزار گئے۔ اُن کا ایک ایک لمحہ قیمتی سے قیمتی بن گیا اور اُن کے اوقات میں برکت ہوئی، یہ اسی نظام الاوقات کا ثمرہ ہے کہ وہ کئی کتابیں لکھ گئے۔

مجھے حضرت شہید رحمہ اللہ کے ساتھ بعض چھوٹے بڑے اسفار میں معیت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ مثلاً ملتان، لاہور، تاشقند، سمرقند، بخارا، برطانیہ اور افغانستان وغیرہ کے اسفار میں رَاقم بھی اُن کے ہم رکاب تھا جن میں اُن کی اِستقامت اور لمحاتِ زندگی کو قیمتی بنانے کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا، چنانچہ اُن کی اِستقامت کا یہ حال تھا کہ گھر سے نکلتے ہی ہاتھ میں تسبیح ہوتی اور زبان ذِکر اللہ سے تر رہتی، ائیر پورٹ، ہوائی جہاز وغیرہ ہر جگہ یہی حال تھا۔

حضرت شہید رحمہ اللہ کے ہم راہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں افغانستان جانے کی سعادت نصیب فرمائی جب ہم کراچی ائیر پورٹ سے جہاز میں بیٹھے تو حضرت شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ میں تسبیح تھی، پورے راستہ میں اللہ کو یاد کرتے اور تسبیح پڑھتے گئے، وہاں جاکر اترے تو اگلا راستہ گاڑیوں کا تھا اور ٹوٹی پھوٹی سڑکیں تھیں، مشقت کا راستہ تھا لیکن حضرت رحمہ اللہ کے ہاتھ سے تسبیح نہیں چھوٹی بلکہ پورا راستہ اللہ کو یاد کرتے رہے۔

آپ جہاں بھی ہوتے نماز کے وقت میں باقاعدہ اذان دِلاتے اور باجماعت نماز کی ادائیگی کا اہتمام فرماتے۔ تاشقند کے ایک ہوٹل میں حضرتؒ کے ساتھ قیام تھا جہاں کسی زمانہ میں اذان دینا بھی جرم تھا، وہاں بھی باقاعدہ آپ اذان کہلواتے اور سب کے سامنے باجماعت نماز ادا کی جاتی۔ اور فجر کی نماز میں جب مولانا قاری سعید الرحمن صاحبؒ امام ہوتے تو بہتوں کی ہچکیاں بندھ جاتیں۔ یہی حال آپ کی تہجد کے معمول کا تھا کہ سفر میں بھی کبھی اس میں فرق نہیں آتا تھا، گویا وقت پر اُٹھنا، وقت پر عبادت کرنا اور وقت پر دوسرے معمولات ادا کرنا آپ کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جن کے چہرے پر نگاہ پڑ جائے تو اللہ کی یاد آجائے۔ حضرتؒ کی شان یہی تھی اُن کو جو بھی دیکھتا بے اختیار اُس کے منہ سے ”سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ“ کی آواز نکلتی۔

حقیقتاً آپ اُن لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے: ”اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا“ (آل عمران:۱۹۱)

ہمارے حضرت شہید رحمہ اللہ کی زندگی پورے عالمِ اسلام کے لئے ایک قیمتی سرمایہ اور رحمت تھی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی میں دین کی خدمت کرسکیں تو اپنے اندر حضرت شہید جیسی اِستقامت کی صفت پیدا کریں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارے اوقات اور اَعمال میں کیسی برکت ظاہر ہوتی ہے۔ اہلِ باطل اس بات کو جان لیں کہ اگر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ شہید ہوگئے تو اُن کے ہزاروں شاگرد اور متعلقین آج حیات ہیں اور وہ ان شاء اللہ ان کے نقشِ قدم پر چلیں گے اور اُن کے مشن کو جاری رکھیں گے اور اس کی اِشاعت و تبلیغ کرتے رہیں گے اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔ (شائع شدہ ختم نبوت شہید اسلام نمبر) ☆

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں: مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی

کراچی..... (محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ طلبا کے ایک اجتماع سے مدرسہ عربیہ مریم مسجد بہادر آباد میں خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ یہ دینی مدارس دین کے قلعے ہیں اور ان مدارس سے الحمد للہ دین کے محافظین تیار ہوکر اشاعت اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی چوکیداری کرتے ہیں اور یہ وہ محافظ ہیں جن کے لئے فرشتے اپنے نورانی پَر بچھاتے ہیں۔ اس دنیا میں دشمنانِ اسلام دین کو مٹانے اور عقیدۂ ختم نبوت پر ضرب لگانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کرلیں قیامت تک ان کا پروپیگنڈا کامیاب نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ آپ مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ یہاں اللہ والوں کو، مدارس والوں کو، داڑھی و ٹوپی والوں کو، تبلیغ کرنے والوں کو، سب کو دشمنانِ اسلام گھیرے ہوئے ہیں۔ میں اپنے نوجوان دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ مدارس میں دو ماہ کی چھٹی آرہی ہے، اس میں دینی مدارس، اسکولز اور کالجز والوں کے لئے ۴۰ روزہ ختم نبوت کورس چناب نگر میں ہوتا ہے، اس میں سب طلبا جائیں علمی استطاعت پیدا کریں، بہت فائدہ ہوگا۔ روزانہ ایک مسلمان کو مسئلہ ختم نبوت سمجھاؤ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ پروگرام کے انتظامات مدرسہ کے رئیس دار الافتاء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد الیاس نے سرانجام دیئے۔ مولانا عبد الحئی مطمئن، مولانا محمد زکریا، مولانا محمد یحییٰ اور دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔

فتنہ پرور تحریکیں اور دینی دعوت کا طریقہ کار

''۱۱/اگست ۱۹۸۶ء مشرقی افریقہ کے ملک ''برونڈی'' کے دارالحکومت ''بوجمبورۃ'' میں علماء، مبلغین اور داعیین کے ایک اجتماع سے کیا گیا خطاب

قسط:۳

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

آیئے! اب ذرا ان قابل رحم لوگوں کا جائزہ لیں جو ان کی سیہ کاریوں کا شکار ہو جاتے ہیں:۔

۱:...... غریب، مسکین وفقیر مسلمان اور غیر مسلم۔

۲:...... عیسائی مشنری تعلیمی اداروں کا قصد کرنے والے طالب علم۔

۳:...... اپنے وطن عزیز سے کوسوں دور باہر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم۔

۴:...... یہود ونصاریٰ کے ماتحت اور ان کی نگرانی میں چلنے والے ہاسٹلوں میں رہائش پذیر مسلم اور غیر مسلم طلباء۔

۵:...... جنگ، سیلاب، فاقہ اور قحط سالی اور دوسری آفتوں سے متاثر لوگ۔

۶:...... کسی قوم اور قبیلے کے جاہل اور ان پڑھ سردار۔

۷:...... معاشرے کا سب سے نادار کمزور اور شکست خوردہ طبقہ۔

مذکورہ باطل فرقوں کی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور سوقیانہ مقابلہ کی جھلک کچھ یوں ہے کہ عیسائی پاپولیشن اور مردم شماری کو بڑھا چڑھا کر حقیقی تعداد سے کئی گنا زیادہ پیش کرنا تا کہ مندرجہ ذیل مقاصد کا حصول آسان سے آسان تر ہو جائے:

۱:...... مسلمانوں کے مورال سے اپنے مورال کو کئی گنا زیادہ ظاہر کرنا۔

۲:...... اگرچہ مسلمان، عیسائی مذہب کو قبول کر کے اس میں داخل نہ بھی ہوں، لیکن کم از کم مکر و فریب اور جھوٹ و دجل کو استعمال کر کے ان کے ذہنوں میں اسلام کے لئے شکوک وشبہات کا دروازہ کھول کر گمراہ کرنے کی کوشش کرنا۔

۳:...... اسی طرح اسلام کی بنیادی تعلیم میں شکوک وشبہات کی دراڑیں قائم کرنے کی کوشش کرنا۔

۴:...... اسلام کی شہرت کو مسخ کر کے بعض احکام شرعیہ کو اس کی غیر حقیقی صورت میں پیش کرنا۔

۵:...... اسلامی تاریخ کے بعض نازک پہلوؤں کو بگاڑ کر مسخ شدہ صورت میں پیش کرنا، یہ سب کچھ مستشرقین اور نام نہاد مسلمان ایجنٹوں کے ہاتھوں انجام پاتا ہے۔

میرے داعی بھائیو! جب ہم ان خطرناک سازشی فرقوں کی سرگرمیوں سے بخوبی واقف ہو گئے تو اب ہمیں ان باطل فرقوں کے ساتھ مقابلہ اور معرکہ آرائی کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے اور ایک ایسی جامع پالیسی وجود میں لانی چاہیے جس سے ان کے ہر قسم کے وسائل واسباب اور لوگوں کو گمراہ کرنے اور اپنے مذہب کی طرف دعوت دینے کی تمام مساعی کا مقابلہ کیا جا سکے۔ (ہم عنقریب ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے چند امور پر بتوفیق خداوندی نظر ڈالیں گے۔)

یہ بات طے شدہ ہے کہ ان تخریب کار باطل فرقوں میں سے کسی ایک فرقے کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر کھڑا ہونا، جہاد کی ایک قسم ہے اور وہ یا تو جہاد بالقلم ہوگا یا جہاد باللسان...... جہاد کی یہ انواع ایسے علماء، مبلغین اور مفکرین کے ساتھ وابستہ ہیں جو اپنے قلم اور زبان سے باطل فرقوں کے باطل افکار و نظریات کے خلاف برسرپیکار ہوتے ہیں، اور اسلام اور اہل اسلام کے گرد منڈلاتے شبہات اور اعتراضات کا منہ توڑ جواب دینا اور حق کو ثابت کر کے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کرنا اور اس کی طرف دعوت دینا بھی ان کے سپرد ہے چناں چہ یہی لوگ اس حدیث پاک کے مصداق ہیں:

''جاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب: کراہیۃ ترک الغزو، ج:۱، ص:۳۶۱، ح:۲۵۰۴، ط: المکتبۃ الرحمانیۃ)

ترجمہ: ''تم اپنی جان، مال اور زبان سے مشرکین سے جہاد کرو۔''

داعی کی صفات

دینی پختگی:

اس لئے ایک مبلغ اور داعی کے لئے یہ ضروری

ہے کہ وہ اپنے دین کی صحیح تعلیمات سے خوب واقف ہو اور اسلامی تعلیمات کو بہت ہی اچھے اور عمدہ طریقے کے ساتھ بیان کرنے اور خوب وضاحت کے ساتھ پیش کرنے پر قادر ہو، اور اس کے ساتھ وہ بنیادی موضوعات سے غیر معمولی لگاؤ اور دلچسپی رکھتا ہو، اسی طرح وہ اپنے مدمقابل، باطل پرست گروہ اور فتنہ پرور فرقے کی ہر قسم کی معلومات رکھتا ہو اور اسے زیر کرنے والے تمام نقاط اس کے سامنے مستحضر ہوں تاکہ بوقت ضرورت ان کو استعمال کرسکے۔

صحیح دینی معلومات کا ذخیرہ ہونا:

ایک ایسا داعی، جو اپنی دینی تعلیمات پر دائی بصیرت کا شوق رکھتا ہو، اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنا پورا پورا وقت کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح تاریخ اسلام کو اس کے اصلی اور صحیح مصادر سے حاصل کرنے میں خرچ کرے اور وہ ان علوم کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کرے جو اس کام کے لئے ضروری ہوں، اسی طرح خطابت و وعظ میں اسلامی بنیادی تعلیمات کی صحیح اور واضح تعبیر کو نہایت احسن طریقے کے ساتھ نبھائے، بحث و مباحثہ اور مناقشہ و مناظرہ میں بھی سلیقہ مندی کا اہتمام کرے، جیسا کہ اس میدان میں تصنیف و تالیف کے لئے انشاء و املاء کا اہتمام کرنا بھی ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔

غلط اُمور پر آگاہ ہونا:

دعوت کے میدان میں کام کرنے والے داعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مقابل باطل فرقے کے مذہب اور اس کے لٹریچر سے بخوبی واقف ہو اور اس کا اچھی طرح مطالعہ کرے، خاص کر زیر بحث آنے والے اہم موضوعات کی اچھی طرح چھان بین کرے، اس طرح اس موضوع پر تالیف کی گئی تمام کتب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، خاص کر ان مسلمان علماء کی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے جو ان فرقوں پر رد کرنے میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ ان فرقوں کی تردید اور ان کے خلاف محاذ آرائی میں صرف کیا ہے، اس لئے کہ ان کی کتابیں ان کی زندگی بھر کی کوششوں کا نچوڑ اور متعلقہ فن کا لب لباب ہوا کرتی ہیں، اسی طرح ان کتب کی فہارس سے آگاہی بھی بہت مفید ہے، کیوں کہ یہ داعی کو اس کے قیمتی وقت اور بے پناہ محنت و کوشش سے بچاتا ہے، اسی طرح اس قوم کی زبان بھی اچھی طرح سیکھنا ضروری ہے، جس قوم کو ان فتنہ گر فرقوں نے اپنے دین و مذہب سے بہکایا ہو۔

عمل واخلاق کا پیکر ہونا:

ایک داعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو اچھے اخلاق و اعمال اور عمدہ طرز زندگی کا بہترین نمونہ بنائے چناں چہ وہ اپنے حاصل کردہ علوم پر پہلے خود عمل کرے اور یہ اس وقت ممکن ہوگا جب فرائض کو بجالانے کا اہتمام اور منکرات و نواہی سے اجتناب کرنے پر مواظبت کی جائے، جماعت کے ساتھ نماز کا اہتمام، قیام اللیل اور نوافل کی ادائیگی، کثرت ذکر اور وظائف کا معمول ایک داعی کا لازم فریضہ ہونا چاہیے، اس لئے کہ یہ سارے اعمال حضرات انبیاء علیہم السلام، مبلغین، صلحاء اور پاکیزہ لوگوں کے ساتھ خاص ہیں، مقصد یہ ہے کہ ۲۴ گھنٹے انسان اپنے پروردگار کو یاد کرتا رہے اور اس سے مدد و نصرت طلب کرتا رہے تاکہ اس کی زبان و قلم کی تاثیر سے پہلے اس کی شخصیت مؤثر ہو۔

باطل فرقوں سے مقابلے کا طریقہ:

سوال یہ ہے کہ ان خطرناک باطل فرقوں کا ہم مقابلہ کیسے کریں؟

ان باطل پرست شرپسند فرقوں کو لوہے کے چنے چبوانے کے لئے سب سے پہلے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی تمام تر توجہ کو دنیا کے کونے کونے میں بسنے والی مسلم قوم پر مرکوز کرکے ان میں سے ہر تعلیم یافتہ اور ان پڑھ کے سینے میں مکمل اسلامی شعور پیدا کریں اور ان کے پہلو میں موجود دھڑکتے قلب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ایمان کی مٹھاس پیدا کریں اور ان پر دین کی اہمیت کو خوب واضح کریں یہاں تک کہ وہ اپنے دینی معاملے میں بصیرت کاملہ حاصل کرلیں، جب ہم ان کے اندر شعور و بیداری پیدا کرلیں گے تو یہ خیر، گمراہی کے جال میں پھنسنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور جائے پناہ ثابت ہوگی اور یوں ایمان و اسلام ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائے گا اور وہ اس کا بدل تلاش کرنے کو نہیں بھٹکیں گے بلکہ اسی کو فراخی و تنگی میں سینے سے لگائے رکھیں گے اور دھوکہ دینے والی مادی اشیاء کو اس پر کوئی ترجیح نہیں دیں گے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ہی کو سب سے ارفع و اعلیٰ جانیں گے۔ مجھے ایک بنگالی عالم کے وہ اشعار بہت پسند آئے جو انہوں نے مسلم قوم کے بارے میں مبشرین کو خطاب کرتے ہوئے پڑھے تھے

فبنغال یاوی تحت ظل محمد
ویعبد ربا جلک شانا موحدا

ترجمہ: ”بنگال تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے تلے اپنا ماویٰ تلاش کرتا ہے، اور عبادت اکیلے ایک اللہ جل شانہ کی بجالاتا ہے۔“

ومن ظن شیئا غیر ھذا فظنہ
سقیم علیل باطل لن یؤیدا

ترجمہ: ”اور جو اس کے علاوہ کچھ اور سوچ رکھتا ہے تو اس کی یہ سوچ و گمان بالکل بے کار، غیر صحیح اور باطل ہے، جس کی کبھی بھی کوئی تائید نہیں کی جائے گی۔“

أفیدکم أھل الکنیسۃ أن لا تروا

مدی الدھر انا قد ترکنا محمدا

ترجمہ: ''اے کنیسہ والو! میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ تم زمانے میں کبھی نہ دیکھو گے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا ہے۔''

اس لئے یہ شعور و بیداری ہر جگہ بسنے والی قوم میں پیدا کرنا بہت ضروری ہے، اور یہ تب ہوسکتا ہے کہ جب مسلمانوں کے بچوں اور بڑوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مدارس کھولنے کا اہتمام کیا جائے اور مساجد میں درس و تدریس کی مجالس قائم کی جائیں، اسی طرح مراکز اسلامیہ قائم کرکے اس میں یہ اہتمام کیا جائے کہ اُمت اسلامیہ کے ہر ہر فرد اور جماعت کے ساتھ رابطہ کیا جائے۔

آپ انہیں مساجد میں لائیں اور اللہ کے گھروں، جہاں سے ہدایت و علم کے سرچشمے پھوٹتے ہیں، ان سے ان کا ناتا اور بندھن مضبوط کریں، انہیں علمی مجالس، قرآن کریم کی تلاوت و قراءت، اجتماعات اور ذکر و اذکار کے حلقوں کی طرف لے آئیں کیوں کہ مساجد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تمام دینی سرگرمیوں کا منبع و مرکز ہوا کرتی تھیں۔

جب ہم نے مسلم قوم کے دلوں میں یہ شعور اور دینی بیداری پیدا کردی، تو گویا ہم نے ان کے اندر، وہ دفاعی قوت اور طاقت پیدا کردی ہے جس کو لے کر وہ ہر قسم کے زیغ و ضلال اور گمراہی کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکتے ہیں، پھر یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہ ہوگا کہ کوئی مسلمان فقر و فاقہ اور تنگی احوال سے متاثر ہوکر اپنے دین و ایمان کو حقیر دنیا کے عوض بیچ دے، اگر زمانہ جاہلیت کی ایک عورت یہ نظریہ رکھ سکتی ہے کہ:

''الحرۃ تموت جوعا ولا تبیع عرضھا''

ترجمہ: ''آزاد عورت بھوکی تو مر سکتی ہے لیکن اپنی عزت و آبرو کو نہیں بیچ سکتی۔''

تو ایمان تو اس سے کئی مرتبہ اعلیٰ اور عظمت والا ہے، لہٰذا مؤمن کو مرجانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ دین کو بیچے۔

اس بیداری شعور کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان شرپسند باطل فرقوں کے ساتھ محاذ آرائی میں ان تمام وسائل اور جائز اسباب کو بروئے کار لایا جائے جس کے اختیار کرنے کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اپنے راستے میں خرچ کرنے اور کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے، اسی طرح اس نے ہمیں نیکی اور تقویٰ میں باہم تعاون کرنے کا حکم فرمایا ہے، لہٰذا زکوٰۃ جو ایک فریضہ اور اَرکانِ اسلام میں سے ایک رُکن ہے، اس کے ذریعہ ہم مسلمانوں کی فقر و فاقہ کی تکلیف اور وہ مسائل جو امت کو مال کی قلت اور ضروریات میسر نہ ہونے کی وجہ سے درپیش ہیں، انہیں حل کرنے کی بھرپور سعی اور کوشش کرنی چاہئے تاکہ کوئی شخص مسلمانوں پر مال و اسباب اور ساز و سامان پیش کرکے ان کے دین و ایمان پر حملہ نہ کرسکے، آگے ہم ان وسائل اور اسباب کا ذکر کریں گے جن کا ہمارے موجودہ حالات کے پیش نظر اختیار کرنا ممکن ہوسکے، تاکہ وہ ایک داعی کے سامنے آجائیں، پس اس میں سے وہ جو چاہے موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت کے ساتھ اختیار کرے۔

باطل فرقوں کا مختلف طریقے سے مقابلہ کرنا:

میں نے پہلے ان اسالیب کا ذکر کیا ہے جسے عیسائی مشنریاں اختیار کرتی ہیں، یہاں ان اسالیب کا ذکر ہو رہا ہے جو ان کے مقابلے میں بروئے کار لائے جائیں گے مثلاً:

۱:...... دعوت کے ذریعے ان کا مقابلہ کرنے کی ایک صورت خطبات اور تقاریر پیش کرنا ہے، پس ایک داعی کے ذمہ یہ لازم ہے کہ وہ ہر قسم کے ان اجتماعات کا قصد کرے جس کا عیسائی مبلغین قصد کرتے ہیں، جیسا کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے عام دینی اجتماعات مثلاً جمعہ کے دن، عیدین کے ایام اور اس طرح کی دوسری دینی مناسبت کے اجتماعات میں جائے اور مناسب موضوع کا انتخاب کرکے واضح دلائل اور براہین قاطعہ کے ساتھ محاضرات پیش کرے۔

۲:...... مقالات و محاضرات پیش کرکے مقابلہ کرنے کی صورت میں داعی اور مبلغ کو چاہیے کہ وہ اپنے دوسرے مبلغ بھائیوں اور اسلامی تنظیموں کے ساتھ اس صورت میں بھی تعاون و امداد کرے کہ ایک مقررہ وقت میں کسی علمی مجلس کا انعقاد و اہتمام کرکے خاص خاص پروگرام پیش کیے جائیں اور اس میں طلباء اساتذہ اور ان لوگوں کو شرکت کی دعوت دی جائے جو ان تخریب کار فتنوں کی کارروائیوں سے متاثر ہوچکے ہوں، اس کے بعد وہ داعی خود یا کسی علمی شخصیت کو مقالہ پیش کرنے کی دعوت دے اور حاضرین مجلس کو سوال و جواب کا بھی موقع دے۔

۳:...... لٹریچر کے میدان میں بھی باطل فرقوں کا مقابلہ کیا جائے وہ یوں کہ ایسی کتابیں اور اشتہارات شائع کیے جائیں جو اسلام کے تعارف اور اس کی طرف دعوت پر مشتمل ہوں، اسی طرح دُشمنانِ اسلام کے پھیلائے ہوئے اعتراضات و شبہات کا تسلی بخش جواب بھی ان مطبوعات کا حصہ ہوں اور انہیں عام طور پر طلباء میں تقسیم کیا جائے، اور خاص طور پر ان لوگوں میں جو ان باطل افکار و نظریات سے متاثر ہوچکے ہوں، اسی طرح انہیں عام کتب خانوں، علمی مراکز، اسپتالوں، اور ہوٹلوں میں بھی رکھا جائے۔

۴:...... رہا بیمار اور مریض لوگوں کے سامنے

عبادت کو بجالانا، ہمیں اس اسلوب کے مقابلے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ مسلمان (جس کا ایک فرد مبلغ و داعی اور مریض بھی ہے) پر نماز و عبادت کا اہتمام کرنا فرض اور واجب ہے، ہاں! البتہ مسلمان مریضوں اور ہسپتالوں میں کام کرنے والے عملے کے لئے نماز کی ادائیگی کو آسان بنانا لازمی اور ضروری ہے، وہ اس طرح کہ وہاں مساجد بنائی جائیں اور نماز کے لئے مخصوص جگہوں کا انتخاب کیا جائے، کیوں کہ نماز اسلام کا ایک ایسا فریضہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی کوئی عبادت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

۵:......ڈاک کے ذریعہ تعلیم دینے کے عیسائی طریقے کا مقابلہ ایک ایسے نظام کو وجود میں لاکر کیا جاسکتا ہے کہ جس میں اسلامی تعلیمات اور اس کے دعوت و تبلیغ پر مبنی اسباق تیار کرکے اس میں دلچسپی رکھنے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ارسال کیا جائے، چناں چہ پاکستان کے شہر لاہور میں اس قسم کے ایک اسلامی مرکز نے یہ کام شروع کیا ہے، جو الحمدللہ کافی کامیاب ہے۔

۶:......اسی طرح داعی کو اپنے دوسرے داعی بھائیوں کے باہمی تعاون و نصرت سے خصوصی ملاقاتوں کے پروگرام کو ترتیب دینا چاہیے جیسا کہ وہ لوگ کرتے ہیں، اس خاص ملاقات میں اس فرقے کے کسی ایک خاص شخص کو دعوت دی جائے، پس اس طرح آپس میں خیالات کے تبادلہ سے حکمت و دانائی اور عمدہ طریقے سے وعظ و نصیحت کا موقع مل جائے گا۔

۷:......اخبارات و رسائل کو اپنی دعوت کے لئے استعمال کرنا:

داعی چاہے کسی اسلامی ملک میں ہو یا غیر اسلامی ملک میں، وہ اس ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ کرسکتا ہے کیوں کہ اس ملک میں بھی آخر اسلامی اخبارات و رسائل نکالا ہی کرتے ہیں، پس ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں کے اخبارات کے مالکان سے گہرے روابط قائم کیے جائیں اور پھر ان اخبارات و رسائل کو اسلامی تعارف اور اس کے دفاع کے لئے استعمال کیا جائے، اسی طرح اگر کوئی کتاب یا اشتہار مفید ہو تو اس کو دوبارہ چھپوانے کی کوشش کی جائے اور اسے ان فرق باطلہ کی تبلیغ سے متاثر لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ ایک داعی عام طور پر رسائل و کتب چھپوانے کے وسائل اور مال کی قدرت نہیں رکھتا، اس لئے اسے ایسی انجمنوں اور اداروں سے رابطہ کرنا چاہیے جو نیک کام انجام دینے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوت اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آردخرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	بج	مغز خولنجان	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	بیخ کاکنج	شگوفہ اذخر
ورق طلاء	لونگ	مائیں	الائچی کلاں	بیخ مشک بید	
ورق نقرہ	گوند کیکر	بزموتھ	ترنجبین	مالچھڑ	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	رس کونڈی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

33 اجزاء

معجون تسکین دل
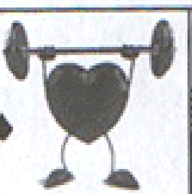
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی موثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل دہی	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

GLOBALTRADING AGENCY
GLOBAL TRADING AGENCY
خشب العود
اعلیٰ اقسام کے خالص عود ۔ شمامہ ۔ مشک ۔ خس
اور دیگر فرنچ اور عربی جوشبویات کا مرکز
Shop No.1 Yousuf Manzil, Dr Ziauddin Ahmed Road, Kutheery road, Karachi
0092 32600976 32600977
Globaltradingagencykhi@gmail.com